بیاد
حضرت مولانا
مفتی محمودؒ

ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور
پاکستان

زیر سرپرستی
حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی
دامت برکاتہم

مرکزی مجلس شوریٰ اور صوبائی مجلس عاملہ کے اجلاس کی کارروائی اور قراردادیں

صوبائی نظام شریعت کنونشن سندھ

نظام العلماء پاکستان صوبہ سندھ کے زیر اہتمام ۶، ۷ مئی کو جامع انوار القرآن نارتھ کراچی میں دو روزہ نظام شریعت کنونشن منعقد ہوا جس سے حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم کے علاوہ متعدد مرکزی اور صوبائی رہنماؤں نے خطاب کیا۔ کنونشن کی تفصیلی کارروائی ترجمان اسلام کے آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ادارہ)

۶ ، اور ۱۳ ، شعبان ۱۴۰۳ھ
قیمت ۲ روپیہ شمارہ ۲۰ / ۲۱
۲۰ ، تا ۲۷ ، مئی ۱۹۸۳ء

مرکزی مجلس شوریٰ اور صوبائی مجلس عاملہ

کے اجلاس کی کارروائیاں اور قراردادیں

جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس گزشتہ شب مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ جس میں مصالحتی کمیٹی کے مذاکرات اور مساعی پر غور کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ مولانا حبیب گل کے فارمولا کی بنیاد پر مصالحتی بات چیت کو آگے بڑھانے کے لیے مکمل تعاون کیا جائے گا۔

اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کی طرف سے مولانا محمد اسلم قریشی کے اغواء اور قادیانی جارحیت کے خلاف ۲۰ رمئی کو پورے ملک میں یوم احتجاج منانے کے فیصلہ کی حمایت کی گئی اور ملک بھر میں تمام جماعتی شاخوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ یوم احتجاج کو کامیاب بنانے کے لیے بھرپور تعاون کریں۔

مجلس شوریٰ نے ایک قرارداد کے ذریعے مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی قیادت پر زور دیا ہے کہ مرکزی مجلس عمل ختم نبوت کی تشکیل کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں۔ اور مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کی جدوجہد کو مؤثر بنایا جائے۔ اجلاس میں دینی جماعتوں کے اتحاد کے سلسلے میں مولانا عبدالستار خاں نیازی کے فارمولا کی حمایت کرتے ہوئے ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اگر بریلوی مکتب فکر کی علمی قیادت بالخصوص مولانا احمد سعید کاظمی۔ علامہ محمود احمد رضوی پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ مفتی محمد حسین نعیمی علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری اور خواجہ حمیدالدین سیالوی اس فارمولا کی توثیق کر دیں تو اس کی بنیاد پر دینی اتحاد کے لیے بات چیت کی جا سکتی ہے۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے لیبر پالیسی کے اعلان میں مسلسل تاخیر کو افسوسناک قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ محنت کشوں اور چھوٹے طبقوں کے معاشی مسائل اور مشکلات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے لیکن حکومت ابھی تک لیبر پالیسی کو معرض التواء میں رکھے ہوئے ہے قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ چھوٹے طبقوں کے مسائل کی بنیاد پر لیبر پالیسی کا جلد اعلان کیا جائے۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے دھاگے کی مصنوعی قلت کے باعث پاورلومز کی صنعت کو درپیش بحران کو افسوسناک قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ لاکھوں محنت کشوں کو بے روزگاری سے بچایا جائے۔

ایک قرارداد میں قومیائے ہوئے سکولوں کو واپس کرنے کی پالیسی کی مخالفت کی گئی۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اس پالیسی کو ترک کیا جائے۔

قرارداد میں اساتذہ پر تشدد کی مذمت کرتے ہوئے مقدمات واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا۔

اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ۱۹۷۳ء کا آئین بحال کیا جائے اور آزادانہ انتخابات کے ذریعہ نمائندہ حکومت کی تشکیل کی راہ ہموار کی جائے۔ اور سیاسی اسیروں کو رہا کیا جائے۔

دریں اثناء صوبائی جمعیۃ کی مجلس عاملہ کا اجلاس مولانا حامد علی رحمانی کی زیرصدارت منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب کے تمام ڈویژنل صدر مقامات پر ڈویژنل نظام شریعت کنونشن منعقد کیے جائیں گے اور اس سلسلہ کا پہلا نظام شریعت کنونشن ۹ رجولائی جمعرات کو راولپنڈی میں ہوگا جس کی صدارت مولانا غلام ربانی کریں گے۔

اجلاس میں سواد اعظم اہل سنت کے مطالبات کی حمایت کی گئی اور حکومت سے ان مطالبات کی منظوری کی منظوری کا مطالبہ کیا گیا۔

ایک قرارداد میں کہا گیا کہ عشر و زکوٰۃ کی وصولی میں بعض فرقوں کے استثناء سے فرقہ وارانہ اشتعال پھیل رہا ہے اس لیے حکومت اپنی اس پالیسی پر نظرثانی کرے۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ کہا گیا کہ صدر ضیاء الحق یکطرفہ سیاسی عمل کی بجائے سیاسی عمل کو غیر مشروط بحال کریں اور سیاسی جماعتوں کو آزادی کے ساتھ کام کرنے کا موقع دیں۔

ترجمان اسلام

میں

اشتہارات

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارا مقصد صرف اسلام ہے

قائد جمعیۃ حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے ایک اخباری بیان میں موجودہ صورت حال کے بارے میں جماعتی موقف کا اظہار فرمایا ہے آج کی ادارتی معروضات کی جگہ قائد جمعیۃ کا بیان پیش خدمت ہے۔

زاہد بلند شہری

جمعیۃ علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے صدر جنرل محمد ضیاء الحق سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ یکطرفہ سیاسی عمل کا سلسلہ جاری رکھنے کی بجائے سیاسی عمل کی آزادی اور سیاسی جماعتوں کی بحالی کا اعلان کریں اور ۷۳ء کے آئین کی جلد از جلد عملداری کا اہتمام کریں۔

انہوں نے آج یہاں ایک بیان میں کہا کہ بیوروکریسی جنرل ضیاء الحق کو بڑے بڑے جلسے دکھا کر "سب اچھا" کا جو نقشہ پیش کر رہی ہے فوجی حکمرانوں کو اس سے کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیئے اور مارشل لاء قوانین کو ڑوں اور امتناعی کارروائیوں کی دھند میں نظر آنے والی بظاہر خاموشی کو عوامی حمایت پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ عوامی حمایت کا اصل نقشہ اسی روز سامنے آئے گا جب سیاسی عمل بحال ہو گا اور عوام کو کسی رکاوٹ اور پابندی کے بغیر اپنی رائے کے اظہار کا آزادانہ حق حاصل ہو گا۔

انہوں نے کہا کہ آزادئ رائے اور حکومت پر تنقید کا حق ان بنیادی حقوق میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسلامی قوانین کے ذریعہ ملک کے شہریوں کو عطا فرمائے ہیں ان حقوق کی نفی کرنے والے تمام قوانین اور ضابطے قطعاً غیر اسلامی ہیں اور اسلامی نظام کے نفاذ کی دعویدار حکومت کی طرف سے ایسے غیر اسلامی قوانین پر اصرار اس کے قول اور عمل میں واضح تضاد کی نشاندہی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج حکمرانوں نے زکوٰۃ وعشر کے نام پر رقوم کی وصولی اور چند حدود کے غیر مؤثر نفاذ کو اسلام قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور زندگی کے تمام شعبوں میں اس کے قوانین اور ضوابط کے یکساں نفاذ کے بغیر معاشرہ میں اسلامی نظام کے اثرات وثمرات کا حصول ممکن نہیں ہے خصوصاً معاشی شعبہ میں محنت کش طبقہ کی زبوں حالی اور پچھڑے طبقوں کی روز افزوں مشکلات کا ناگزیر تقاضا ہے کہ نوآبادیاتی طرز کے اقتصادی اور معاشی ڈھانچے کو ختم کر کے عدل وانصاف کی بنیاد پر اسلامی معاشی نظام کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔

بیاد حضرت مولانا مفتی محمودؒ
ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان
جلد ۲۶ شمارہ ۲۰/۲۱
جمعۃ المبارک ۶ اور ۱۳ شعبان ۱۴۰۳ھ
ناشر عبید اللہ انور مطبع افضل شریف پرنٹرز رنگ محل لاہور - ۸

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ
ابو عمار زاہد الراشدی

مدیر
زاہد بلند شہری

مدیر معاون
بشیر احمد شاد

بدل اشتراک
سالانہ : ۸۰ روپے
ششماہی : ۴۰ روپے
سہ ماہی : ۲۰ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ ترجمان اسلام رنگ محل لاہور ۸
یکے از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

انہوں نے کہا کہ مہنگائی اور اشیاء صرف کی گرانی سے محنت کش اور تنخواہ دار طبقے سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں ان کی تنخواہیں ان کی بنیادی ضروریات کے ایک تہائی حصہ کے لیے بھی ناکافی ہیں۔ ان کے لیے اپنے بچوں کا حلال آمدنی سے پیٹ پالنا ممکن ہی نہیں رہا لیکن لیبر پالیسی بیوروکریسی کے سرد خانوں میں پڑی ہوئی ہے اور حکومت اپنے وزراء اور ارکانِ شوریٰ کی تنخواہوں، مراعات اور الاؤنسز میں اضافہ کر کے مطمئن ہو گئی ہے کہ اب ملک میں کوئی معاشی مسئلہ باقی نہیں رہا اور باقی تمام طبقے خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ قیام پاکستان کا بنیادی مقصد اسلام تھا اور یہاں کے عوام نے مختلف قومی و دینی تحریکات میں جو بے پناہ قربانیاں دی ہیں ان کا مقصد صرف اور صرف اسلامی نظام کا نفاذ تھا اور ملکی سالمیت اور قومی وحدت کے تحفظ کا دارومدار بھی اسلامی نظام کے مؤثر اور عملی نفاذ پر ہے۔ لیکن آج اسلامی نظام کے خلاف دو طرفہ سازش ہو رہی ہے ایک طرف حکومت کی غلط پالیسیاں اور بیوروکریسی کی منافقانہ چالیں اسلامی نظام کے نفاذ کے نعرے کی آڑ میں اسلامی نظام کی ناکامی اور بدنامی کا سامان فراہم کر رہی ہیں اور دوسری طرف قومی سیاسی جدوجہد کی قیادت کے دعویدار سیاسی عناصر قومی جدوجہد کے مقاصد سے اسلام کو خارج کرنے کے درپے ہیں اور یہاں تک کہا جانے لگا ہے کہ نہ تو ۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اسلام تھا اور نہ ہی آج دینی و اسلامی تقاضوں کے لیے دینی عناصر کے اتحاد کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کہا کہ دینی جماعتوں اور تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد سے اتفاق رکھنے والے سیاسی عناصر کو اس صورت حال کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ جائزہ لینا چاہیے اور اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے متحد ہو جانا چاہیے کیونکہ اگر آج دینی حلقوں نے حالات کی نزاکت اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہ کیا تو اسلام کے خلاف دو طرفہ سازشوں کا حصار دن بہ دن تنگ ہوتا جائے گا اور پھر حالات کو کنٹرول کرنا دینی قوتوں کے بس میں بھی نہیں رہے گا۔

انہوں نے کہا کہ ہماری سوچی سمجھی اور دوٹوک رائے ہے کہ اسلام ہی اس ملک کے قیام کا باعث تھا اور اسلام سے روگردانی کے باعث یہ ملک تقسیم ہوا اور آج بھی پاکستان کی وحدت و سالمیت کے تحفظ کی ضمانت صرف اور صرف اسلامی نظام ہی فراہم کر سکتا ہے لیکن اسلام بیوروکریسی اور مفاد پرست طبقوں کا نہیں بلکہ وہ اسلام جس کا عملی نقشہ خلافت راشدہ ہے اور جس کے نفاذ کی باگ ڈور اس ملک کے عوام اور دینی قوتوں کے ہاتھ میں ہو۔

درس اشاعت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کی طرف سے مولانا محمد اسلم قریشی کے اغواء اور قادیانی جارحیت کے خلاف ۲۰ مئی کو پورے ملک میں یوم احتجاج منانے کے فیصلہ کا خیر مقدم کیا ہے۔ اور ملک بھر میں جماعتی شاخوں اور کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ "یوم احتجاج" کے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

افغان مسئلہ کی ڈگر؟

افغان مسئلے پر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیریز ڈی کیولر کے ذاتی نمائندے ڈیگو کارڈوویز کی معرفت ہونے والے جنیوا مذاکرات کی بیل ہنوز منڈھے نہیں چڑھتی ہے تاہم فیصلہ کن مرحلے تک پہنچنے کے لیے کوششیں جاری ہیں۔ حکومت پاکستان نے ان مذاکرات کے بارے میں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونے کا اظہار کیا ہے جس پر بلا تبصرہ خاموشی اختیار نہیں کی جا سکتی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ حکومت پاکستان نے افغان مہاجرین کو صوبہ سرحد کے سرحدی علاقوں سے دور آباد کرنا شروع کر دیا ہے۔ تاکہ پندرہ سو کلومیٹر لمبی پاک افغان سرحد پر "بفرزون پٹی" قائم کی جا سکے یوں افغان مجاہدین کی سوویت یونین کے خلاف سرگرمیاں از خود سرد پڑ جائیں گی نیز افغان مجاہد لیڈروں کو مزید سہولتیں دینے سے انکار کر دیا ہے اور اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے سابق صدر اور اقوام متحدہ میں افغان حکومت کے سابق مندوب عبدالرحمٰن پژواک کو ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر پاکستان سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔

مولانا محمد اسحاق صدیقی ندوی

کلمۂ اسلام اور اس کے عملی تقاضے

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وازواجہ وذریتہ اجمعین اما بعد ادیان مذاہب کے درمیان اگر آپ ان کے تفصیلی مطالعہ کے بغیر اولین نظر میں فرق معلوم کرنا چاہیں تو ان میں سے ہر ایک کے کلمہ کو دیکھ لیجئے۔ جن مذاہب کا کلمہ الگ الگ ہے وہ مذہب بھی الگ الگ ہیں اور ان کے درمیان وحدت کا تصور کرنا بھی غلطی ہے خواہ ان کے درمیان بعض امور مشترک کیوں نہ نظر آئیں۔ جن دو مذہبوں کا کلمہ ایک ہے ان کے درمیان اولین نظر میں وحدت ہی کا تصور قائم کرنا پڑتا ہے اور ان کے درمیان فرق معلوم کرنے کے لئے ان کے کلمہ کی تفصیل و تشریح میں غور کرنا لازم ہے۔ یہ اصول اس واقعہ پر مبنی ہے کہ کسی دین و مذہب کا کلمہ اس مخصوص مضمون و معنی کے حامل ان مخصوص الفاظ سے عبارت ہوتا ہے جو اس دین کی اصل بنیاد اور اس کی پوری تعلیم کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ بدیہی بات ہے کہ ادیان کی بنیاد اور ان کی تعلیم کا سرچشمہ ہی الگ الگ ہو تو وہ کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔ ہر مذہب کا کلمہ ہی اس کی اصل بنیاد ہوتا ہے۔ کوئی عمارت بغیر بنیاد قائم نہیں رہ سکتی۔ جس دین کا کلمہ نہ باقی رہے وہ باقی نہیں رہ سکتا۔ اگر کلمہ بدل دیا جائے تو دین بھی بدل جائے گا۔

کلمۂ اسلام

سب مسلمان بھائی جانتے ہیں کہ کلمۂ اسلام یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اس کا نام کلمہ طیبہ بھی ہے۔ جس طرح پورا درخت ایک بیج میں پنہاں ہوتا ہے، اسی طرح پورا دین اس کلمہ طیبہ میں پوشیدہ ہے۔ یہ دین اسلام کی بنیاد بھی ہے اور اس کا خلاصہ بھی۔ درحقیقت اسلام کے سب اصول و فروع اسی کی تشریح و تفصیل ہیں۔ اور یہی دین حق کا جوہر تاباں ہے جو اس کا امتیاز ہے اور جو دین اسلام کو دنیا کے سب مذاہب سے ممتاز کرتا ہے۔ اس کے مضمون یا الفاظ میں کسی کی طرف سے کوئی تبدیلی کسی قیمت پر بھی نہیں منظور کی جا سکتی۔ اس میں تغیر کو گوارا کرنا اپنی دینی موت اور اسلام سے غداری کے مترادف ہے جس گروہ کا کلمہ الگ ہے اور وہ اپنے دین کی بنیاد اس کلمہ کے بجائے کسی دوسرے کلمہ پر رکھتا ہے اسے ہم سے اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں اگرچہ وہ دعویٰ اسلام کا کرتا ہو۔ جب بنیاد ہی الگ ہے تو وحدت کے کیا معنی؟

کلمۂ طیبہ کا مطلب و مفہوم

کلمہ طیبہ کلمۂ اسلام ہے جسے سچا سمجھ کر پڑھ لینے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے اور جہنم کے کنارے پر کھڑا ہوا سراپا گندگی آدمی بالکل پاک ہو کر جنتی ہو جاتا ہے۔ اس کی حفاظت ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس کی حفاظت کے لئے جان و مال، عزت و آبرو ہر چیز قربان کر دینے کے لئے ہر مسلمان کو ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ اسے سمجھنا بھی فرض اور واجب ہے۔ یہی مؤمن کا نور ہے۔ اسی روشنی میں اسے راہ زندگی طے کرنا چاہیئے۔ مسلمان کی زندگی کلمہ والی زندگی ہونا چاہیئے۔ اس کے افکار و خیالات، اخلاق و عادات، اور اعمال و اقوال سب کو اس کلمہ کے مطابق ہونا لازم ہے۔ کوئی چیز اس کے تقاضے کے خلاف نہ ہونا چاہیئے۔ کلمہ والی زندگی اختیار کرنا اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم کلمہ کا مطلب سمجھیں۔ ایسی بنیادی اور اہم بات سے ناواقف اور غافل رہنا سخت نادانی ہے۔ اس کا ترجمہ تو اوپر مذکور ہے اسے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کلمہ میں دو عظیم الشان اور اہم ترین مضمون

بیان فرمائے گئے ہیں جن میں پہلا عقیدہ توحید اور دوسرا عقیدہ رسالت۔

عقیدۂ توحید

کلمہ شریف کا جزو اول بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں صرف اللہ تعالیٰ معبودِ حقیقی ہیں یعنی اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے۔ اسی سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے مثل کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر العیاذ باللہ ان کے مثل کوئی اور ہوتا تو وہ بھی معبود بننے کے لائق ہوتا۔ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مبین میں صراحت کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا ہے۔

لیس کمثلہ شیٔ (الشوریٰ)
ان کا (یعنی اللہ تعالیٰ) کا ایسا کوئی نہیں ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات یگانہ و یکتا ہے، اور کوئی دوسری ذات اس کے مثل موجود نہیں نہ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ان کی ہر صفت یگانہ و یکتا ہے۔ ان کی کسی صفت کے مثل کوئی صفت کسی میں نہیں پائی جاتی اور نہ پائی جاسکتی ہے۔ ان کی ذات اقدس بھی بے نظیر و بے مثال اور ان کی ہر صفت بھی بے نظیر و بے مثال جس طرح ان کی ذات بے ہمت اسی طرح ان کی ہر صفت یگانہ و یکتا۔ "توحید" کے معنی یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی ذات اور ان کے صفات سب میں "واحد" یعنی یگانہ و یکتا اور بے نظیر و بے مثال سمجھا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات میں ان کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں اسی طرح ان کی کسی صفت میں بھی ان کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔ اس سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو معاذ اللہ "معبود" یا "خدا" کہنا شرک ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت بھی کسی دوسرے کے لئے ثابت کرنا شرک اور گناہِ عظیم ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کے "رب" اور پروردگار ہیں وہی سب کی حاجتیں پوری کرتے ہیں۔ ان کے سوا کسی دوسرے کو خواہ وہ نبی ہو یا ولی یا فرشتہ یا اور کوئی "رب" اور حاجت روا سمجھنا شرک ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ عالم الغیب ہیں اور ان کا علم ذاتی ہر شئے کو محیط اور لا انتہا ہے۔ ان کے سوا کسی میں بھی یہ صفت نہیں پائی جاسکتی۔ ان کے سوا ہر ایک کا علم عطائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی کا عطا کیا ہوا ہے، اس کے ساتھ محدود بھی ہے ہر شئے کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خواہ وہ کوئی نبی و رسول ہوں یا ولی اللہ، یا کوئی فرشتہ یا اور کوئی عالم الغیب سمجھنا یا کسی کے علم کو ذاتی یا لا انتہا یا محیط سمجھنا شرک اور خیال باطل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ شانہٗ قادرِ مطلق ہیں۔ ان کے سوا کسی دوسرے کو خواہ کوئی نبی و رسول ہوں یا فرشتہ یا ولی یا کوئی اور، قادرِ مطلق یا کسی چیز پر اللہ تعالیٰ ہی کی طرح قدرت رکھنے والا، یا غیر محدود قدرت و طاقت والا سمجھنا شرک اور سخت گمراہی ہے۔

یہ چند مثالیں ہیں ان کی روشنی میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کے دوسرے صفات کے بارے میں صحیح اعتقاد معلوم کیا جاسکتا ہے اور گمراہی و شرک سے حفاظت ہو سکتی ہے۔ یہ باتیں قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے اس طرح ثابت ہیں جس طرح نصف النہار کے وقت آفتاب روشن اور ظاہر ہوتا ہے، مگر اس مختصر مضمون میں آیات و احادیث نقل کرنے کی گنجائش نہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ مومن کی عقل و فہم سے شدید مناسبت رکھنے کی وجہ سے یہ باتیں بغیر دلیل بھی اس کے دل میں اتر جاتی ہیں اور معمولی سمجھ رکھنے والا مسلمان بھی انہیں سنتے ہی ان کی سچائی کا قائل ہو جاتا ہے۔

ممکن ہے کہ کسی کو شبہ ہو کہ بعض صفات تو اللہ تعالیٰ شانہٗ اور بندوں کے درمیان مشترک معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً علم بندے کو بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح صفت رحمت کہ اللہ تعالیٰ بھی رحیم ہیں اور بعض بندے بھی رحیم ہوتے ہیں، مگر یہ شبہ غلط ہے۔ غور کرنے سے اس کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔ درحقیقت اللہ اور بندے کے درمیان کوئی صفت بھی مشترک نہیں۔ جو اشتراک بظاہر معلوم ہوتا ہے وہ صرف لفظی اشتراک ہے۔ یعنی اتنی بات ہے کہ بعض صفات میں جو لفظ بندے کی صفت کے لئے استعمال ہوتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کی صفت کے لئے بھی بولا جاتا ہے، لیکن حقیقت کے لحاظ سے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں۔ بندے کے صفت کی حقیقت دوسری ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت کی حقیقت دوسری مثلاً علم الٰہی کی حقیقت سے بندے کے علم کو کوئی مشابہت نہیں۔ صرف لفظ علم دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم جیسا علم کسی کو نہیں ہو سکتا نہ کسی نبی و رسول کو نہ کسی فرشتے وغیرہ کو۔ اسی طرح رحمت الٰہی کی حقیقت بندے کی رحمت کی حقیقت سے بالکل جدا ہے۔ دونوں میں ادنیٰ مشابہت و مماثلت بھی نہیں پائی جاتی۔ صرف لفظی اشتراک ہے۔

اس قسم کے دوسرے صفات کو بھی انہیں پر قیاس کر لینا چاہئے۔ بلا قصد تشبیہ سمجھانے کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ قرآن مجید اور حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں انگور، انار وغیرہ پھل کھانے کو ملیں گے۔ ان کے نام تو یہی ہوں گے جو دنیا میں ہیں مگر ان کی حقیقت دوسری ہوگی جو اس عالم دنیا میں انسان سمجھ بھی نہیں سکتا۔

اعتقاد اور عمل

میں مطابقت

اسلام نے صرف عقیدۂ توحید ہی کی تعلیم نہیں دی بلکہ یہ تعلیم بھی دی ہے کہ مسلمانوں کے قول و عمل سے بھی اس کا عقیدۂ توحید ظاہر ہو۔ یعنی اس کی گفتار اور اس کا کردار

عقیدۂ توحید کا آئینہ دار ہو۔ اور اسے دیکھ کر دوسرا یہ سمجھ سکے کہ وہ صرف اللہ تعالےٰ شانہٗ کا پرستار اور رب حقیقی کا وفادار ہے۔ اس کی زبان سے کوئی بات ایسی نہ نکلے کہ جس میں شرک کی بُو ہو اور اس کے کسی کام میں شرک کا ادنیٰ رنگ بھی نہ نظر آئے۔ یہاں تک کہ شریعتِ اسلامیہ نے ایسی چیزوں سے بھی منع کیا ہے جن سے شرک کا شبہ ہوتا ہو۔ خواہ کرنے والے کا عقیدہ درست ہو اور اس کی نیت بھی بُری نہ ہو۔ مثلاً کسی کو سجدۂ تعظیمی کرنا یا کسی کی تعظیم کے لئے اتنا جھکنا کہ رکوع یا سجدے کی ہیئت پیدا ہو جائے۔ اس قسم کے کاموں میں خواہ کوئی مشرکانہ عقیدہ نہ ہو اور نیت بھی صرف تعظیم و احترام کی ہو پھر بھی شرعاً یہ کام ناجائز اور گناہ ہیں اور ان سے احتراز کرنا واجب ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ کوئی شخص بیت اللہ کی جانب پاؤں کر کے بیٹھے تو اسے منع کیا جائے گا اور اس کے کام کو کعبہ مکرمہ کی شان میں بے ادبی سمجھا جائے گا خواہ اس کی نیت بے ادبی کی نہ ہو اور اس کا عقیدہ بھی کعبہ شریف کے بارے میں وہی ہو جو سب مسلمانوں کا ہے باوجود اس کے اس کام کو بے ادبی سمجھا جائے گا اور اس کا مرتکب گناہ گار ہو گا۔

بعض غلطیاں

اغیار کے اثر اور اپنے مذہب سے ناواقفیت کی وجہ سے بہت سے سُنّی بعض ایسی غلطیوں میں مبتلا ہو گئے جو دینِ حق یعنی سُنّی مذہب کے بالکل خلاف اور شریعت اسلامیہ کے نزدیک بالکل باطل ہیں۔ عموماً یہ چیزیں شیعوں اور ہندوؤں سے اہل اسلام میں پہنچی ہیں۔ ان میں سے بعض باتیں بطور مثال درج ذیل ہیں۔ اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو انہیں سے دوسری غلطیاں بھی سمجھ سکتی ہیں۔

آپ نے بعض مسلمانوں کو "یا علی مدد دے" کا نعرہ لگاتے سُنا ہو گا۔ بعض لوگ تو اٹھتے بیٹھتے "یا علی" کہتے ہیں۔ بعض کسی کو گرتے یا اچانک کسی خطرے میں پڑتے ہوئے دیکھتے ہیں تو فوراً "یا علی" کہتے ہیں۔ آپ نے بعض پہلوانوں کو اکھاڑے میں اترتے وقت بھی نعرہ لگاتے دیکھا ہو گا۔ اسی طرح دین سے ناواقف مسلمانوں کی ایک تعداد ہر مشکل اور اہم کام کے وقت اللہ تعالےٰ کو پکارنے کے بجائے حضرت علیؓ کو پکارتی ہے۔ دین سے معمولی واقفیت رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ فعل مشرکانہ ہے۔ جو شخص اس اعتقاد کے ساتھ حضرت علیؓ کو پکارتا ہے کہ وہ ہر ایک کی بات سنتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں تو یہ کھلا ہوا شرک ہے۔ گویا یہ شخص انہیں اللہ تعالےٰ کی طرح حاضر و ناظر اور قادر مطلق سمجھتا ہے۔ العیاذ باللہ اور اس عقیدے کا باطل اور شرک ہونا روز روشن سے زیادہ روشن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی بھی حاضر و ناظر یا قادر مطلق نہیں۔ اگر یہ عقیدہ نہیں رکھتا تو اس کی کیا وجہ ہے کہ انہیں پکارتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کو کیوں نہیں پکارتا؟ لیکن بالفرض یہ بھی مان لیا جائے کہ پکارنے والا یہ فاسد عقیدہ نہیں رکھتا تو بھی یہ جملہ مشرکانہ ہی رہتا ہے۔ اس صورت میں اگر اسے اعتقادی شرک نہ کہا جائے تو عملی شرک یقیناً کہا جائے گا اور اس قسم کے نعرے لگانے والا سخت گنہگار ہو گا۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

قل انّما ادعوا ربّی ولا اشرک
بہٖ احدًا (الجن)

آپ فرما دیجئے کہ میں صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

آیت مقدسہ نے بات بالکل روشن کر دی۔ اب بھی کوئی نہ مانے تو اس کی ذمہ دار وہ خود ہے۔ اس مسئلہ کو ایک دوسرے پہلو سے بھی دیکھ لیجئے۔ اس طرح اس کا سمجھنا اور آسان ہو جاتا ہے۔ موٹی سی بات ہے کہ مندرجہ بالا قسم کے نعرے اور ندائیہ جملے درحقیقت دعا کی شکلیں ہیں اور دعا عبادت کی بہت اہم صورت ہے بلکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ "دعا عبادت کا مغز ہے۔" دوسری حدیث شریف میں ہے کہ "دعا ہی عبادت ہے" یعنی ہر عبادت کی حقیقت دعا ہے۔ اتنی بات معلوم ہونے کے بعد ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے دعا کرنا شرک اور گناہ عظیم ہے یہاں تک کہ نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی دعا کرنا شرک اور گناہ عظیم ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالےٰ کے بندے اور مخلوق ہیں۔ دعا صرف اللہ تعالےٰ سے کی جا سکتی ہے کیونکہ عبادت اللہ تعالےٰ ہی کی کی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں، اس لئے ان کے سوا کسی سے دعا مانگنا بھی جائز نہیں۔ اتنی وضاحت کے بعد دوبارہ اس تصریح کی حاجت نہیں کہ "یا علی مدد دے" کی قسم کے نعرے لگانا شرک اور حرام ہے۔

صحبت اغیار کے اثر سے حضرت علیؓ کے ساتھ عقیدت میں بعض مسلمان بھی مبتلائے غلو ہو گئے۔ آں محترم کے ساتھ عقیدت و محبت تو لازم ہے مگر اس کی جو حد شریعت نے مقرر کی ہے اس سے تجاوز کرنا گمراہی ہے۔ اس غلو اور گمراہی کا ایک نمونہ یہ ہے کہ بعض مسلمان بھی دیکھا دیکھی آں محترم کو العیاذ باللہ "مولائے کائنات" کہتے ہیں۔ یہ کھلا ہوا شرک ہے۔ اس لقب میں اگر "مولیٰ" بمعنی "آقا اور حاکم" ہے تو اس کا شرک ہونا معمولی فہم کا مسلمان بھی سمجھ سکتا ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ کائنات یعنی عالم کا حاکم اور آقا اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں۔ کسی دوسرے کو کائنات کا حاکم اور آقا کہنا کھلا ہوا شرک ہے۔ اور اگر مولیٰ بمعنی "ناصر" یعنی امداد کرنے والے کے ہیں تو بھی اس کا شرک اور ضلال ہونا بالکل واضح ہے کیونکہ پوری کائنات کے ناصر حضرت اللہ تعالےٰ شانہٗ ہیں۔ ان کے سوا کوئی ناصر نہیں سوا اللہ تعالےٰ

کے اسماءِ حسنیٰ میں "الناصر" بھی ہے۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ یا کسی اور کو مولائے کائنات کہنا شرک اور گمراہی ہے۔ اس گناہِ عظیم سے مسلمانوں کو احتراز کرنا چاہیئے مولائے کائنات اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں۔

بعض لوگ اس کی تاویل باطل یہ کرتے ہیں کہ یہاں مولیٰ بمعنی "اولیٰ" ہے یہ تاویل نہایت رکیک اور لغو ہے، لیکن اگر اسے صحیح بھی تسلیم کرلیں تو بھی کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ اس صورت میں معنیٰ یہ ہوں گے کہ حضرت علیؓ معاذ اللہ افضل کائنات ہیں۔ اور یہ بات بھی کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ افضل کائنات تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے سوا کسی کو افضل کائنات کہنا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کھلی ہوئی بے ادبی اور گستاخی ہے جو یقیناً حرام گناہِ عظیم اور ضلال مبین ہے۔ انبیاء مرسلین اور ملائکہ مقربین میں کسی کا مرتبہ بھی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں تو بھلا حضرت علیؓ کے مرتبہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ عالی سے کیا نسبت؟ حضرت علیؓ تو امتی ہیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ نبی کا مرتبہ بھی ان سے ہزارہا درجہ بلند و برتر ہے چہ جائیکہ سید الانبیاء کا مرتبہ۔ حضرت علیؓ کے مرتبہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ عالیہ سے زیادہ سے زیادہ وہ نسبت دی جا سکتی جو ذرہ بے مقدار کو آفتاب سے ہوتی ہے۔ اور یہ نسبت دے کر بھی خوف معلوم ہوتا ہے کیونکہ ممکن ہے فرق اس سے بھی زیادہ ہو۔ حضرت عثمانؓ ذو النورین کا مرتبہ حضرت علیؓ سے بلند و برتر ہے۔ فاروقؓ اعظم کا درجہ ان سے بھی اونچا اور صدیق اکبرؓ ان سے بھی افضل، مگر آفتاب رسالت کے مقابلہ میں یہ سب حضرات زیادہ سے زیادہ ذرے ہی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس مضمون کی قدرے تفصیل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ حضرت علیؓ کے فضائل میں مبالغہ آرائی اور جھوٹ سے کام لے کر العیاذ باللہ انہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر درجہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی وضع کردہ جھوٹی روایتوں اور ان کے بیانات سے بعض سنی بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ ہمارا مندرجہ بالا بیان پڑھنے کے بعد امید ہے کہ انشاء اللہ کوئی سنی اس گمراہی میں نہ پڑے گا۔

اسی قسم کی ایک اور خطرناک غلطی کا تذکرہ بھی سن لیجئے۔ دوسروں کے اثر سے بعض سنی بھی جو دین سے ناواقف ہوتے ہیں، حضرت علیؓ کو مشکل کشا کہتے ہیں۔ دین کی روشنی میں غور کیجئے تو اس میں بھی شرک کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آئے گا۔ درحقیقت مشکل کشا اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا
دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ (النمل)

ترجمہ: بھلا وہ کون ہے جو بے قرار کی پکار سنتا ہے اور مشکل کشائی کرتا ہے (یعنی اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی ایسا نہیں)۔

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشکل کشائی فرما کر بیقرار کو ہم کنار قرار کرنا اللہ تعالےٰ ہی کا وصف ہے۔ کسی دوسرے کو مشکل کشا سمجھنا شرک ہے۔ بعض لوگ اپنے اس غلط رویہ کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے شریعت کے بعض مشکل مسائل کو حل کر دیا تھا اور ان کی دعا سے بعض لوگوں کی مشکلیں آسان ہوگئیں اس لیے انہیں مشکل کشا کہتے ہیں۔ یہ تاویل و توجیہ بالکل غلط اور مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ ایسے صحابہؓ تو بکثرت تھے جنہوں نے بعض مشکل مسائل کو حل کر دیا اور جن کی دعاؤں سے بہتوں کی مشکلیں آسان ہوگئیں۔ ان سب کو مشکل کشا کیوں نہیں کہتے؟ اس بارے میں کوئی امتیاز حضرت علیؓ کو حاصل نہیں۔ بلکہ سب ہی صحابہؓ میں یہ وصف پایا جاتا تھا اور اس میں صحابہؓ کی بھی کوئی خصوصیت نہیں، ہر زمانہ میں بکثرت ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو شرع کے بعض مشکل اور پیچیدہ مسائل کو حل کر دیتے ہیں اور جن کی دعائیں مشکلوں کو حل کر دیتی ہیں۔ اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان سب کو مشکل کشا کہا جائے۔ کیا ان سب کو یہ لوگ یہ لقب دیتے ہیں؟ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی یہ تاویل بالکل غلط اور نفس کا ایک بہانہ ہے۔ درحقیقت یہ آں محترم کو علی الاطلاق اور مافوق الفطرۃ مشکل کشا سمجھتے ہیں جو کھلا ہوا شرک اور گناہِ عظیم ہے۔

کلمہ طیبہ میں جو اقرار توحید ہم نے کیا ہے اس کی خلاف ورزی کی چند مثالیں اوپر گزریں۔ چند مثالیں اور ملاحظہ ہوں۔ یہ عموماً نظر آتی ہیں اور مسلمان بھائیوں کی خاصی بڑی تعداد ان میں مبتلا ہے۔

جو سنی ذرا بھی دین سے واقف ہے جانتا ہے کہ تعزیہ رکھنا، علم رکھنا۔ پڑ لگانا، ماتم کرنا، مرثیہ خوانی اور نوحہ خوانی کرنا یا اور کسی صورت سے حادثہ کربلا کا غم منانا۔ مثلاً مستورات کا محرم میں چوڑیاں توڑ دینا، دس محرم کا فاقہ کرنا یا سیاہ لباس پہننا اور اس قسم کے سب مراسم محرم جو ایک گروہ کے اثر کی وجہ سے بعض مسلمانوں میں بھی رائج ہیں۔ مذہب اہلسنت میں حرام اور ناجائز ہیں اور ان کے کرنے والے سخت گنا ہگار۔ سنی بھائیوں پر واجب ہے کہ ان سب کاموں کو چھوڑیں اور ان سے توبہ کریں، لیکن ان سب گناہ سے بدرجہا زائد بڑے گناہ وہ مشرکانہ اعمال ہیں جو بعض جاہل سنی محرم میں کرتے ہیں۔ اس رسالہ میں درحقیقت انہیں کا تذکرہ منظور ہے اس قسم کے گناہوں کی برائی اسقدر واضح ہے کہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی ذرا غور و فکر سے کام لے تو سمجھ سکتا ہے۔ جو شخص کلمہ طیبہ کے معنیٰ سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے دعا کرنا شرک اور

گناہِ عظیم ہے ۔ کیونکہ دعا عبادت ہے اور کلمہ طیبہ میں ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں ۔ اس کلمہ کی روشنی میں دیکھیے تو آپ پر روزِ روشن کی طرح روشن ہو جائے گا کہ تعزیہ ، علم ، دلدل وغیرہ سے دعا کرنا ۔ ان کی منتیں ماننا ، ان پر چڑھاوے چڑھانا ، ان کے سامنے سجدہ کرنا ، تعزیہ وغیرہ میں عرضیاں اور درخواستیں لٹکانا کھلا ہوا شرک اور گناہِ عظیم ہے ۔ اسی طرح سیدنا حسینؓ یا سیدنا علیؓ یا اللہ تعالیٰ کے کسی اور بندے کا فقیر (ملنگ) بننا ان سے یا ان کے نام کے تعزیے علم وغیرہ سے دعا مانگنا ۔ ان چیزوں کا طواف کرنا بھی شرک اور گناہ عظیم ہے ۔

ان محرم اشیاء کے علاوہ بعض جاہل اہلسنّت دوسرے اقسام کے شرک میں بھی مبتلا ہیں مثلاً بزرگوں کے مزارات پر سجدہ کرنا ، یا ان کے سامنے اتنا جھکنا کہ رکوع کی ہیئت پیدا ہو جائے ان سے دُعا مانگنا اور حاجتیں طلب کرنا ۔ یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے کچھ اختیار دے دیے ہیں انہیں حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا یا یہ خیال کرنا کہ وہ عالم الغیب ہیں اور انہیں ہماری ہر بات کا علم ہے ، یا اس قسم کے جملہ افعال و افکار بالکلیہ شرک میں داخل اور گناہ عظیم ہیں ۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء)

بیشک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ کسی کو شریک کرنے کا گناہ نہ معاف فرمائیں گے اور سوا شرک کے جو دوسرے گناہ ہیں ان کے جس مرتکب کو بخشنا چاہتے ہیں بخش دیتے ہیں ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ سوا شرک کے ہر گناہ بغیر توبہ بھی معاف ہو سکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے بعض اوقات بغیر توبہ بھی بعض گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں ۔ اگرچہ قانون یہی ہے کہ بغیر توبہ گناہ معاف نہیں ہوتا ، لیکن شرک بغیر توبہ کبھی نہیں معاف فرماتے ۔ جو شخص شرک سے توبہ کیے بغیر مر جائے گا تو اسے اس کی سزا ضرور ملے گی اور اس کا عذاب بھی سب گناہوں کے عذاب سے زیادہ ہوگا ۔

رسالت پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لئے انسانوں کی ایک تعداد کو تاجِ نبوت سے سرفراز فرما کر نوعِ انسان کا مرتبہ نوعِ ملائک سے بھی بلند کر دیا اور نوعِ انسان کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ اشرف کائنات افضل عباد اللہ سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسان ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے سب انبیاء و مرسلین پر ایمان لانا مسلمان کا فرض ہے ۔ کسی نبیؑ کی نبوت سے انکار یا اس میں شک کرنے یا ان کی شان میں بے ادبی کرنے سے آدمی اسلام سے خارج اور کافر ہو جاتا ہے ، لیکن ہم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول اشرف الانبیاء والمرسلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہیں اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی اطاعت و فرمانبرداری اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی لائی ہوئی شریعت مقدسہ کی پیروی ہم پر واجب و لازم ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اقرار و یقین دینِ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے ۔ کلمہ طیبہ کا دوسرا حصہ اقرار رسالت ہے اسے پڑھ کر ہم اقرار کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔ ہم ہر نماز میں کلمہ شہادت پڑھ کر کئی بار اقرار توحید کے ساتھ اقرار رسالت بھی کرتے ہیں ۔ ہم کہتے ہیں کہ " میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور ان کے رسول ہیں " شہادت توحید کے ساتھ شہادت رسالت میں نکتہ یہ ہے کہ مسلمان اور مومن ہونے کے لئے صرف اقرار توحید کافی نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے ۔ جب تک کوئی اقرار رسالت نہ کرے اس وقت تک کافر ہی رہے گا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن مقدس تھامے بغیر نجات نہیں ہو سکتی ۔ کسی عقیدے کو ایمان اسی صورت میں کہہ سکتے ہیں جب ذہن میں کوئی ایسی بات نہ رہے جو اس ایمان کے خلاف اور اس کی نفی کرتی ہو ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو سچا جانیں اور اس میں ذرہ برابر بھی شک و شبہ نہ کریں ۔ جب کسی بات کے متعلق یقین ہو جائے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے تو اس کی سچائی اور صحت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی ۔ اس میں شک و شبہ کرنا یا اس کو غلط کہنا اس ایمان کے خلاف اور کفر ہے ۔ مثلاً قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور ان کی نازل کی ہوئی کتاب ہے ۔ جو شخص اسے کلام الٰہی نہ کہے یا اس میں شک کرے یا اس میں تحریف کا قائل ہو یا اس کی کسی بات کی سچائی کا انکار کرے یا اس میں شک کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کا کفر دہرا ہوتا ہے ۔ اوّل تو خود کلام الٰہی کے بارے میں خیال فاسد رکھنے کی وجہ سے دوسرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی وجہ سے اس لئے کہ قرآن کریم ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ۔

رسالت پر ایمان کے متعلق ایک ضروری بات اور بھی ہے جسے سمجھ لینا لازم ہے ۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ آنحضور

خاتم النبیین ہیں یعنی سلسلہ نبوت و رسالت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک کسی کو نبی بنایا جائے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی و رسول ہیں۔ ختم نبوت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت و رسالت کا ایسا وصف لازم ہے جو اس سے جدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ درحقیقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت ہی پر ایمان نہیں رکھتا۔ ایسا شخص یقیناً اسلام سے خارج اور کفر میں مبتلا ہے۔

سہولت فہم کے لئے اس مثال سے کام لیجئے کہ ایک شخص سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے عہدے کو تو تسلیم کرتا ہے مگر کہتا ہے کہ اس کے فیصلے کے خلاف سیشن جج کی عدالت میں اپیل ہو سکتی ہے۔ کیا یہ شخص درحقیقت اس کے منصب کو تسلیم کرتا ہے؟ ہر سمجھدار آدمی کا فیصلہ یہی ہوگا کہ اس کا دعویٰ غلط ہے۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوتا ہے جس کے خلاف کسی عدالت میں اپیل نہیں ہو سکتی۔ جو شخص اس کی اس خصوصیت کا انکار کرتا ہے وہ درحقیقت اسے سپریم کورٹ کا چیف جسٹس ہی نہیں مانتا۔ اسی طرح جو شخص نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا اور اس بات کا قائل ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد العیاذ باللہ کسی دوسرے کو بھی نبی بنایا گیا ہے یا بنایا جا سکتا ہے تو وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت ہی کا منکر اور ایمان بالرسالت سے محروم ہے۔ ایسا شخص یقیناً اسلام سے خارج اور کافر ہے خواہ وہ ایمان و اسلام کا دعویدار ہو۔

یہاں یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ کسی کو نبی بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر وحی نازل فرمائی جائے اور اسے صاحب وحی بنایا جائے اس کے پیش نظر ختم نبوت کے معنی یہ ہوں گے کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی کو اللہ تعالٰے نے صاحب وحی بنایا ہے اور نہ قیامت تک کسی کو یہ منصب عطا فرمایا جائے گا۔ پھر جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں بھی کوئی نبی نہ تھا نہ ہو سکتا تھا۔ دوسرے الفاظ میں کسی دوسرے پر وحی نہیں نازل فرمائی گئی نہ کسی کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں شریک فرمایا گیا۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں کوئی دوسرا بھی حصہ دار تھا وہ ختم نبوت کا انکار کرتا ہے اور ایسا شخص یقیناً جھوٹا اور سخت گمراہ ہے۔ اس اصول کی روشنی میں غور کرنے سے ہمارے برادران اہلسنّت بعض ایسے قصوں کی غلطی کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں جو شیعوں نے گھڑ کر مشہور کر دیے ہیں یہاں تک کہ بعض ناواقف سُنی بھی دھوکا کھا جاتے ہیں اور انہیں صحیح سمجھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ یہ قصے بالکل بے اصل اور جھوٹے ہیں۔ مثلاً ایک بات یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں تشریف لے جاتے تھے تو حضرت علیؓ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے۔ یہ بالکل جھوٹا اور من گھڑت قصہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں تنہا قیام فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ کے ساتھ کوئی نہ ہوتا تھا۔ یہ جعلی قصہ اس لئے گھڑا گیا ہے کہ حضرت علیؓ کو العیاذ باللہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی میں شریک کیا جائے اور ایسا سمجھنا کفر کی حد تک پہنچی ہوئی گمراہی ہے۔

اسی طرح کی ایک روایت ہے انا مدینۃ العلم و علی بابھا (میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں) یہ روایت بھی موضوع اور شیعوں کی گھڑی ہوئی ہے مگر اس کا اسقدر پروپیگنڈا کیا گیا کہ بعض سُنی علماء بھی دھوکہ کھا گئے اور وہ اسے اپنی تقریروں اور تحریروں میں نقل کرتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط، بے اصل اور جعلی روایت ہے۔

آپ خود ہی ذرا غور کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ روایت بالکل جعلی اور کسی منافق دشمن اسلام کی گھڑی ہوئی ہے۔ شہر میں داخلہ دروازہ سے ہوتا ہے گویا وہی شہر کے اندر پہنچنے کا ذریعہ اور راستہ ہوتا ہے۔ اگر حضرت علیؓ مدینۃ العلم کا دروازہ تھے اور مدینۃ العلم خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کا مطلب ہوا کہ العیاذ باللہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو علم حضرت علیؓ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا تھا اور ان کے وسیلہ اور توسط سے پہنچتا تھا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کوئی مسلمان ایسی کفرانہ بات کا وسوسہ بھی دل میں نہیں لا سکتا۔ ہر مسلمان ایمان رکھتا ہے کہ علم کا سرچشمہ اور پوری امّت کے اصل معلّم صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں براہ راست اللہ تعالٰے کی جانب سے علم عطا فرمایا گیا تھا۔ حضرت علیؓ ہوں یا ان سے بھی افضل و برتر حضراتؓ مثلاً فاروق اعظمؓ یا حضرت صدیق اکبرؓ جیسے جو علم حاصل ہوا وہ صرف نبی اکرم معلم اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا۔ کسی کو براہ راست اللہ تعالٰے کی طرف سے علم نہیں ملا۔ انہیں کوئی علم نہ تھا۔ جو علم حاصل ہوا وہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل میں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم و تربیت سے حاصل ہوا۔ پھر یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے مقابلے میں حضرت علیؓ یا اور کسی امتی کے علم کی حقیقت ہی کیا ہے۔ حضرت علیؓ کے علم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عظیم سے زیادہ سے زیادہ وہ نسبت دے سکتے ہیں جو پانی کے ایک قطرے کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔ جن حضرات کا علم حضرت علیؓ سے بھی زیادہ تھا مثلاً حضرت عمرؓ و حضرت ابوبکرؓ ان کے علم کو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم

باقی صـ۲۷ پر

عبدالقیوم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آئمہ اربعہ کے بعد اجتہادِ مطلق؟

پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمن صاحب کا مقالہ "اجتہاد" کے عنوان سے زرعی یونیورسٹی پشاور میں پڑھا گیا۔

پھر راولپنڈی کے ایک روزنامے کے ۲۵ دسمبر ۱۹۸۱ء کے ملی ایڈیشن میں اشاعت پذیر ہوا۔

جناب ڈاکٹر صاحب کو اعتراف ہے کہ۔

"اسلام کے ابتدائی دور میں یعنی، چار صدی تک ایسے فقہا موجود رہے ہیں جو "اجتہاد مطلق" کی صلاحیت و قابلیت سے آراستہ تھے لیکن بعد کے ادوار میں منظم مکاتب فکر کے فکری تسلط کے باعث مطلق اجتہاد کی صلاحیت ختم ہوگئی اور "اجتہاد مطلق" کا دروازہ بند ہوگیا"

اجتہاد کی یہ نوع مخصوص (اجتہاد مطلق) جو استنباط علل اور اجتہاد فی الدین سے تعلق رکھتی ہے کا دروازہ اس لیے بند کردیا گیا ہے کہ فی الواقع اس کی ضرورت ہی نہیں پائی جاتی۔ آئمہ کرام نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اجتہاد کی اس نوع کو اس حد تک مکمل کردیا ہے کہ آئندہ اس سے نفع اٹھانے کی صورت تو باقی رہ جاتی ہے مگر اس میں مزید تحقیق و تلاش کا موقع باقی نہیں رہتا۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ ایک قدرتی اصول ہے کہ جو مقصد دنیا میں مکمل ہوجاتا ہے اس کی متعلقہ قوت ہی ختم کردی جاتی ہے۔

(اجتہاد و تقلید)

مولانا اعزاز علی صاحب کنز الدقائق کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ ابن صلاح ؒ فرماتے ہیں کہ اجتہاد مطلق تین سو سال سے بند ہوچکا ہے۔ (جبکہ علامہ ابن صلاح ؒ ساتویں صدی ہجری میں گزرے ہیں تو گویا کہ اجتہاد مطلق چوتھی صدی ہجری میں بند ہوچکا ہے۔) علامہ ابن صلاح ؒ نے بعض اصولیین سے یہاں تک نقل کیا کہ امام شافعی ؒ کے بعد کوئی مجتہد مستقل نہیں ہوا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ جب آئمہ کرام نے امہات مسائل کو تحقیق تنقیح کے بعد باب وار مدون فرمایا تو قدرتی عوامل کے تحت وہ خاص قوت فہم ہی گھٹنی شروع ہوگئی۔ کیونکہ اب اس کی ضرورت باقی ہی نہیں رہی تھی۔ اس لیے، اجتہاد کی وہ نوع (اجتہادِ مطلق) جس کا تعلق استخراج علل و استنباطِ مسائل سے ہے وہ خود بخود ختم ہوگئی۔ مگر اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مندرجہ بالا اعتراف کے باوجود اپنے اسی مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"مطلق اجتہاد کا دروازہ درحقیقت سیاسی اسباب کی بنا پر بند کردیا گیا تھا۔"

ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"گزشتہ دس صدی کے دوران میں صرف ایک ممتاز فقیہہ ایسا پیدا ہوا جو بجا طور پر یہ حق رکھتا تھا کہ "مجتہد مطلق" ہونے کا دعویٰ کرے اور اس نے یہ دعویٰ کیا یعنی امام ابن تیمیہ ؒ متوفی ۷۲۸ھ اس کے بعد آں محترم اپنے مقالہ میں ابن تیمیہ ؒ کے بعد دوسری اور تیسری شخصیت

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور علامہ اقبالؒ کو قرار دیتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہؒ اور شاہ ولی اللہ اور علامہ اقبالؒ اپنی اپنی جگہ عظیم علمی و روحانی شخصیتیں ہیں۔ ہمیں اس وقت ان کی علمی خدمات اور دینی مقام سے بحث نہیں کرنی چاہئے بلکہ بتانا یہ ہے کہ جب "اجتہاد مطلق" کا دروازہ ہی بند ہو گیا اور اس کی صلاحیت بھی مفقود ہو گئی ہے تو اب کس کو یہ حق دینا کہ وہ "اجتہاد مطلق" کا دعوےٰ کرے اور اگر وہ دعوےٰ کرے تو اُسے تسلیم بھی کر لیا جائے بہت بڑے عظیم مفاسد کا پیش خیمہ ہے اور دین و شریعت کے اصولوں کو بازیچۂ اطفال بنانے کے مترادف ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

روایت و درایت کو مزید تکمیل کی حاجت نہیں!

"اسلام میں روایت و درایت" جن کا تعلق حفظ اور فہم سے ہے کو دو بنیادی ستونوں کی حیثیت حاصل ہے اور روایتی حصہ کی تکمیل کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرات محدثین کو کرامۃً اور خرق عادت کے طور پر بے پناہ قوت حافظہ سے نوازا کہ ایک ایک محدث کو لاکھوں کی تعداد میں احادیث متون حدیث اسانید و رجال ان کے اسماء و سوانح اور صفات ازبر ہوتے تھے ان ہی کے سینوں سے کتب حدیث کے سفینے مدون و منضبط ہوئے۔ جب محیر العقول قوتِ حافظہ کا کام پورا ہو گیا (جو اس اُمت کو بطور اعجاز دیا گیا) تو قدرتی عوامل کے تحت وہ قوتِ حافظہ بھی گھٹتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ آج جنس حافظہ کے موجود ہونے کے باوجود وہ قوت حافظہ مفقود ہے۔

۲۔ جب اسلام کے درایتی حصہ کی تکمیل شروع ہوئی تو باری تعالےٰ نے اُمت میں ایسے ارباب درایت فقہ اور آئمہ اجتہاد پیدا فرمائے کہ انہوں نے من جانب اللہ کرامۃً اور خرقِ عادت کے طور پر قرآن و حدیث سے نہ صرف یہ کہ مسائل کا استنباط کیا بلکہ وجوہِ استنباط کیفیت استنباط اور جزئیات کے کلیات سے انضباط پر علیٰ وجہ البصیرت روشنی ڈالی۔ جب دین کا فقہ آئمہ کرام کے ہاتھوں اپنی مکمل صورت میں باب وار مدون ہو گیا۔ تو قدرتی عوامل کے تحت وہ خاص قوت فہم بھی گھٹتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ آج نہ تو اجتہادِ مطلق کی صورت باقی رہی۔ اور نہ ہی کسی فہم کسے نصیب ہوئی۔

لہٰذا اسلام کے ہر دو بنیادی ستونوں روایت و درایت کو مزید تکمیل کی حاجت باقی نہیں رہی۔

ملکہ اجتہاد وہبی ہے کسبی نہیں

اس عنوان پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے تفصیل سے لکھا ہے تلخیصاً پیش خدمت ہے۔

یہ فہم (اجتہاد) کوئی اکتسابی چیز نہیں یا فن نہیں جسے محنت سے حاصل کر لیا جائے بلکہ وہ ملکہ ایک عطاء الٰہی ہے جو خاص خاص افراد اُمت کو عطا ہوتا ہے بعینہٖ اسی طرح جیسے رسالت و نبوت کوئی فن نہیں کہ جس کا جی چاہے محنت کر کے نبی بن جائے چنانچہ رسالت کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھتا ہے۔

صاحب فن وصاحب علم اسرار وحقائق کے بارے میں حضرت خضرؑ کا واقعہ ارشاد فرمایا۔

وعلمناہ من لدنا علما

ہم نے انہیں (خضرؑ) اپنے پاس مخصوص علم دیا ہے۔

غرض دونوں امور یعنی علم نبوت اور علم حقیقت کو اپنی طرف منسوب فرما کر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ علم کا یہ مرتبہ اکتسابی نہیں بلکہ موہبت خداوندی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرن اول میں جب اجتہاد و قیاس کا دروازہ کھلا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ میں سے بعض کے اجتہاد کو قبول فرمایا اور بعض کے اجتہاد کو رد فرمایا۔ جس کی نظیر ابوداؤد میں زخم رسیدہ شخص کو احتلام کی بناء پر صحابہؓ کا غسل دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ناگواری کا اظہار کرنا ہے یا بخاری میں عدی بن حاتم کا واقعہ کہ انہوں نے قرآن کے الفاظ خیط ابیض اور خیط اسود سے سیاہ و سفید ڈورے سمجھ لیے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بزنگ مزاح "تمہارا تکیہ لمبا چوڑا ہے" فرمایا کہ ان کے اجتہاد کو رد

فرما دیا جب صحابہ میں نہ ہر ایک
مجتہد ہے اور نہ ہر ایک کی
رائے و قیاس پایۂ اعتبار
تک پہنچ سکتی ہے جب وھبی
طور پر فہم و ذوق کا ملکۂ خاص
عطا نہ ہو جو شارعؑ کی نظر میں
متعین ہے تو آج کس طرح
ہر ایک کا فہم معتبر اور حد اجتہاد
تک پہنچا ہوا تسلیم کر لیا جائے۔
(اجتہاد و تقلید ملخصاً)

بہر حال یہ بتایا جا رہا ہے کہ دین میں
نص نہ ہونے یا متعین الوجہ جائز ہے
جب کہ اس کے لیے افراد من جانب
اللہ منتخب اور مخصوص ہوتے ہیں ہر کس
و ناکس اس کا اہل نہیں۔

ہمیں تعجب ہے کہ جب اجتہاد کی
قوت کا ملکہ بھی وھبی ہے اور چوتھی صدی
سے نہ اجتہادِ مطلق کی ضرورت رہی اور
نہ وہ صلاحیت جبکہ چیئرمین اسلامی
مشاورتی کونسل کو بھی اس بات کا اعتراف
ہے تو پھر ان کو آخر اس بات کی ضرورت
کیوں پڑی کہ آٹھویں صدی کے افراد کو مجتہد
مطلق ہونے کے دعویٰ کا مستحق قرار دیا
جائے۔ اور انہیں یہ شبہ سرخی باندھنے
کی ضرورت کیوں محسوس کہ "مطلق اجتہاد
کا دروازہ درحقیقت سیاسی اسباب
کی بنا پر بند کر دیا گیا تھا۔

مجتہد مطلق کی دو قسمیں!

حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث
دہلویؒ عقود الجید ص۵ میں تحریر فرماتے
ہیں کہ۔

رافعی نووی وغیرہ بہت سے
حضرات نے تصریح کی ہے کہ
مجتہد مطلق کی دو قسمیں ہیں۔
(۱) مجتہد مطلق۔
(۲) مجتہد منتسب
اور ان کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا
ہے کہ مجتہد مستقل تین چیزوں میں
ممتاز ہوتا ہے۔
۱۔ اصول میں تصرف کر سکتا ہے
جس پر اس کے مذہب کی
بنا ہے۔
۲۔ آیات و احادیث اور آثار
کا تتبع کرتا ہے ان مسائل
کے لیے جو اس کو درپیش
ہیں اور اُن میں متعارض دلائل
میں سے راجح کو اختیار کرتا
ہے اور ان کا ادلہ کے ماخذ
پر متنبہ کرتا ہے۔
۳۔ ان نئے مسائل میں کلام کرتا
ہے جن میں اب تک کلام نہیں
ہوا ہے ان ہی ادلہ کی روشنی
میں۔

مجتہد منتسب وہ ہوتا ہے
جو اصول میں شیخ کا تابع ہو
اور تتبع ادلہ میں شیخ کے
کلام سے اکثر مدد لیتا ہو اور وہ
اس کے باوجود احکام کو
دلائل سے جانتا ہو اور ان
ادلہ سے احکام مستنبط کرنے
پر قادر ہو۔

جو ان دونوں سے نیچا ہو مجتہد
فی المذہب کہلاتا ہے وہ
اپنے امام کا مقلد ہوتا ہے
جس مسئلہ میں امام کی تصریح
مل جائے لیکن وہ اپنے امام
قواعد سے واقف ہوتا ہے
جن سے امام نے مسائل کا
استنباط کیا ہو تو اگر ایسا
مسئلہ پیش آتا ہے جس میں
امام کی کوئی نص نہیں ملتی تو وہ
اپنے امام کے قواعد پر اجتہاد
کر لیتا ہے اور مسائل کی
تخریج کرتا ہے اس کے قواعد
پر اور ان سب کے اخیر
کا درجہ "فی الفتیا" کا ہے
وہ اپنے امام کے مذہب
کا متبحر ہوتا ہے اور ایک
قول کو دوسرے پر ترجیح دینے
پر قادر ہوتا ہے۔
(انتہی)

اجتہاد کے مرتبہ تک رسائی!

مولانا اعزاز علی صاحبؒ کنز الدقائق
کے مقدمہ میں اجتہاد کے شرائط بیان
کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔
"یہی شروط" مجتہد کا آلہ ہے
جو ان کے بغیر اجتہاد کا دعویٰ
کرے اس کی مثال ایسی ہے
جیسے کوئی بغیر سیڑھی کے آسمان
پر چڑھنے کا دعویٰ کرے۔
اس کے بعد ضروری ہے کہ اس
کو ان علوم کی مزاولت اور ادلہ
میں ملاحظہ کرنے کی وجہ سے
ایسا ملکہ پیدا ہو جائے کہ جن
سے وہ استنباطِ احکام ادلہ
سے کر سکے اور اس ملکہ کے
بعد بھی ضروری ہے کہ وہ قواعد
واضح کرے جس پر استنباطات
اور تفریعات کی بنیاد رکھے۔
جیسا کہ امام شافعیؒ اور باقی
ائمہ کے قواعد ہیں۔
وھذہ القواعد ھی التی
اعجزت الناس من بلوغ
حقیقۃ مرتبۃ الاجتہاد

جب علامہ سیوطیؒ نے اجتہاد کا دعویٰ کیا!

مولانا اعزاز علی صاحبؒ لکھتے ہیں۔
علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے
مع اپنی جلالۃ قدر کے جب

اجتہاد کا دعویٰ کیا تو علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ ان کے اس دعوے کے خلاف علماء عصر میں قیامت برپا ہو گئی اور مناظرہ کے لیے چیلنج کیا تو انہوں نے سرے سے انکار کر دیا۔

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ جب علامہ سیوطیؒ نے اجتہاد کا دعوے کیا تو سب علماء نے ان پر فوراً حملہ کیا اور ان کو اپنے مسائل کی ایک فہرست دی جو دو درجہیں تھیں کہ اگر ان کو اجتہاد کا ادنےٰ درجہ بھی حاصل ہے تو اس میں جو راجح ہوں اس کے دلائل مجتہدین کے قواعد کی روشنی میں پیش کریں تو انہوں نے سوال کا پرچہ بغیر جواب کے واپس کر دیا۔ اور یہ عذر کیا کہ مجھے اشتغال کی وجہ سے فرصت نہیں اس کے بعد ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس عظیم مصنف کی مشکلات پر غور کرو کہ یہ آپ تو اجتہاد کے ادنےٰ درجہ کو حال تھا اس سے واضح ہو چکا ہے آج جو شخص اس ادنےٰ درجہ اجتہاد کا دعوے کرے چہ جائیکہ مطلق اجتہاد ۔ تو ایسا شخص اپنے بارے میں حیرت میں ہے اور فسادِ فکر میں مبتلا ہے اور ایسا شخص اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور جس نے بھی اجتہاد کے درجہ کو سمجھ لیا ہے وہ اس زمانہ میں اجتہاد مطلق کی نسبت کسی کی طرف کرنے سے شرمائے گا۔

صاحب البحر کے بارے میں آئمہ کی تصریح!

مولانا اعزاز علی صاحب رقمطراز ہیں کہ آئمہ نے رویانی صاحب البحر کے بارے میں تصریح کی ہے کہ وہ اصحاب وجوہ میں سے نہیں تھے حالانکہ رویانی فرمایا کرتے کہ اگر امام شافعیؒ کے روایات ضائع ہو جائیں تو میں اپنی یاد سے لکھوا دوں گا تو جب یہ اکابر اجتہاد فی المذہب کے اہل نہ ہو سکے تو وہ لوگ جو ان اکابر کی اکثر عبارات ہی اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے کیسے اور کیونکر اس لائق ہیں کہ اس سے بھی اونچے درجہ اجتہاد مطلق کا دعوے کریں۔

سبحانک ھذا البھتان عظیم

آئمہ اربعہ کے بعد اجتہاد کا دعویٰ

علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ آئمہ اربعہ کے بعد کسی نے بھی اجتہاد مطلق کا دعوے نہیں کیا سوائے ابن جریرؒ کے مگر اس کو بھی کسی نے قبول نہیں کیا۔ وہی یہ بات کہ آئمہ اربعہ کے بعد بھی کوئی مجتہد مطلق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ تو علامہ شعرانی نے اس مسئلہ میں تصریح فرما دی ہے کہ ہاں اس کا امکان ضرور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کے نہ ہو سکنے پر کوئی دلیل نہیں۔

مولانا عبدالحئی فرماتے ہیں کہ جو یہ دعوے کرے کہ آئمہ اربعہ کے بعد کوئی مجتہد نہیں بن سکتا تو یہ غلط ہے اگر یہ کہے کہ آئمہ اربعہ کے بعد کوئی ایسا مجتہد نہیں ہوا جس کے دعوے اجتہاد کو جمہور نے مانا ہو تو مسلم ہے

(شریعت و طریقت)

اجتہاد مطلق کے برے نتائج

اجتہاد مطلق کی صلاحیت اور قوت کے فقدان کے باوجود بھی اگر کسی کو اجتہاد کی اس نوع میں آزادی مل جائے تو پھر ہر وکیل بیرسٹر اور ایڈیٹر خواندہ ناخواندہ مجتہد عصر ہو گا اور اسلام کی اصلی شکل پہچاننی بھی مشکل ہو جائے گی۔

مثلاً جب یہ لوگ دیکھیں گے کہ مجتہدین نے بعض اوقات ظاہر نص کو چھوڑ کر باطنی علت پر عمل کیا تو یہ بھی اپنے لیے یہی "حق اجتہاد" محفوظ رکھتے ہوئے وضو کے بارے میں یہ کہتے ہیں کوئی پاک مخصوص نہ کریں گے کہ وضو کا حکم معلل ہے جس کی علت یہ تھی کہ عرب اونٹ بکریاں چراتے تھے ان کے ہاتھ پیر جانوروں کے بول و براز کے چھینٹوں سے سے آلودہ ہو جاتے تھے۔ اس لیے وضو میں وہ اعضاء رکھے گئے جن کی آلودگی

مولانا عبدالحق حیدرآباد

پاکستان، جمہوریت اور اسلام

۱۹۷۰ء میں جب الیکشن ہوا تو اس وقت پاکستان دو حصوں پر مشتمل تھا مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان ۔ ۷۰ کا الیکشن بالکل صحیح معنوں میں جمہوری طریقے پر ہوا۔

جب انتخابات کا نتیجہ ظاہر ہوا تو مجیب الرحمان کی پارٹی نے اکثریت حاصل کی۔ جمہوری طریقہ تو یہ تھا کہ اس کو پارٹی کا لیڈر تسلیم کر کے وزیر اعظم تسلیم کر لیا جاتا۔ لیکن مغربی پاکستان میں اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کے چیئرمین نے یہ نعرہ لگایا کہ ”ادھر ہم اُدھر تم“ جو مجیب الرحمان سے بات کرنے جائے گا ہم اس کی ٹانگیں توڑ دیں گے ۔ اور جب مجیب الرحمان اور اس کی عوامی لیگ نے قومی اسمبلی کا اجلاس بلانے کا مطالبہ کیا تو اس کا جائز مطالبہ کر دیا گیا جب انہوں نے احتجاج کیا تو پھر اس وقت کے سربراہ مملکت جنرل یحییٰ خاں کو مغربی پاکستان میں اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کے چیئرمین نے فوج کی طاقت سے مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ کو دبانے اور مجیب الرحمان کو گرفتار کرنے کا مشورہ دیا۔ اور پھر سوچی سمجھی سکیم کے تحت ہندوستان نے مداخلت کی۔

پاکستان نے ہندوستان کی مشرقی پاکستان میں مداخلت پر اقوام متحدہ میں درخواست دی تو پاکستان کی نمائندگی کے لیے ذوالفقار علی بھٹو کو بھیجا گیا۔ اور جب پولینڈ نے اقوام متحدہ کے اجلاس میں جنگ بندی کی قرارداد پیش کی تو جناب بھٹو صاحب نے قرارداد پھاڑ کر پھینک دی۔ اور رونے کا بہانہ کر کے کئی دن تک اپنے ہوٹل سے باہر نہیں نکلے۔ جب پتہ چلا کہ ڈھاکہ پر فوج نے قبضہ کر لیا ہے تو باہر نکلے اور ہوا یہ کہ پاکستان کی نوے ہزار فوج قیدی بنا لی گئی۔ جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

بھٹو مرحوم واپس پاکستان پہنچے تو یحییٰ خاں صاحب نے اقتدار بھٹو صاحب کے حوالے کر دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو انتخاب اکثریت سے جیتے تھے ۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ صدر یا وزیر اعظم بنتے لیکن وہ سویلین تھے۔ جنہوں نے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ سنبھالا۔ اور ساتھ ہی ایف ۔ ایس ایف بھرتی کی گئی جس کی ضرورت نہیں تھی۔

اور جب یہ یقین ہو گیا کہ اب میری مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں ہو گا۔ تو بلوچستان کی حکومت توڑ دی گئی۔

سرحد کی حکومت نے احتجاجاً استعفےٰ دے دیا جیلیں بھر دی گئیں۔ ولی خاں مع اپنی پارٹی حیدرآباد جیل میں بند کر دیئے گئے جس نے اختلاف کیا جیل بھیج دیا گیا۔ سندھ میں زمینداروں کو قتل کر کے لاشیں راستے پر پھینک دی گئیں۔ اور کہا گیا کہ یہ ڈاکو تھے۔ اور پولیس مقابلے میں مارے گئے ہیں۔

دلائی کیمپ کھولا گیا سیاسی شخصیتوں کو گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ اسمبلی ممبران کو جمہوریت کے پہلوانوں نے اسمبلی سے اٹھا کر باہر پھینکا اور آئین میں ترمیمات کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا۔ اور پارلیمنٹ کو الماری کی زینت بنا دیا گیا۔ اور اپنی مرضی کو آئین کا درجہ دے دیا گیا۔

اسی افراتفری میں پانچ سال گزر گئے پورا ملک جیل خانہ بنا ہوا تھا۔ ۷۷ء کے انتخابات کا ڈھونگ رچایا گیا اور اپنی بادشاہت کو دوام دینے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا گیا اور یہ سب کچھ جمہوریت کے نام پر ہوا جب پوری قوم سراپا احتجاج بن گئی تو بجائے اس کے کہ قوم کا مطالبہ مان لیا جائے۔ ملک کی جیلیں بھر دی گئیں۔ جیلوں میں ناروا سلوک کیا گیا مساجد کا احترام ختم کر دیا گیا۔ اور خون سے لالہ زار کر دی گئیں یہ سب کچھ جمہوریت کے نام پر ہوا۔

پاکستان کی سیاست

پاکستان کی سیاست مخصوص خاندانوں

ہیں بٹا ہوتی ہے۔ سندھ میں کہیں میر ہیں اور کہیں پیر ہیں۔ یہ زمیندار سیاست پر چھائے رہتے ہیں۔ ان زمینداروں جاگیرداروں اور پیروں کے حلقے میں دوسرا شخص خواہ کتنا ہی قابل کیوں نہ ہو سیاست میں حصہ نہیں لے سکتا۔

۱۹۷۷ء کے صوبائی الیکشن میں مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ کے فرزند خلیق الزمان کے مقابلہ میں قومی اتحاد کی طرف سے کوئی شخص بھی مقابلے کے لیے میدان میں آنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ جب میں نے اس کے مقابلہ میں نامینیشن داخل کیا تو مخدوم فیملی کے لیے یہ عجیب بات تھی کہ کوئی ان کے مقابلے میں بھی آسکتا ہے۔

پھر انہوں نے مجھ پر ہر طرح کا دباؤ ڈالا لالچ بھی دیئے ڈرایا دھمکایا مجھ کو اور میرے بیٹے کو اغواء کرنے کی کئی بار کوشش کی گئی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے مجھ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ جب ہم ورک کے لیے جاتے تو لوگ کہتے کہ ہم دل سے تو قومی اتحاد کے ساتھ ہیں لیکن کیا کریں ہم نے یہاں رہنا ہے ہم ان کے مخالف کو ووٹ نہیں دے سکتے اسی طرح میروں اور پیروں اور جاگیرداروں کے اپنے اپنے حلقے ہیں۔

اسی طرح پنجاب میں بھی کہیں گردیزی پیر اور سرحد میں بھی سرداروں اور جاگیرداروں کے حلقے ہیں ان چاروں صوبوں میں سیاست مخصوص طبقات میں بٹ کر رہ گئی ہے۔

صحت مند سیاست کی کیسے تشکیل ہو؟

جب تک ووٹر اور اُمیدوار کے کردار کا معیار مقرر نہ کیا جائے صحت مند تبدیلی ناممکن ہے اگر پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرنا ہے تو الیکشن میں اُمیدوار کے لیے اسلامی تعلیم اور کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے جو شخص اپنے پانچ فٹ کے وجود میں اسلام نافذ نہیں کر سکتا۔ اور گھر کی چار دیواری میں اسلام کو گھسنے نہیں دیتا اس سے کیسے اُمید کی جا سکتی ہے کہ اسلام کے نفاذ میں مددگار ثابت ہوگا۔

جب مارشل لاء لگا تو قرطاس ابیض شائع کیے گئے اخبارات۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے تشہیر کی گئی۔ لیکن کسی ایک کی بھی نکسیر نہ پھوٹی۔ افسر شاہی پہلے سے زیادہ نڈر ہو گئی کہ اب ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا بھٹو دور کی ایف ایس ایف اور نوکر شاہی غنڈہ عناصر کی مددگار ہے۔ غنڈہ عناصر دندناتے پھرتے ہیں اور ان کا بال بیکا نہیں ہوتا آرٹ کونسلیں، ناچ گھر انہیں کے دم سے آباد ہیں۔ ہر برائی عروج پر ہے۔ عدالتوں اور دفتروں میں لوگوں کا جم غفیر نظر آئے گا۔ پیسے والے پیسے کے زور پر سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور غریب کا کوئی پرسان حال نہیں۔ مارشل لاء کے افسران کھلی کچہری لگاتے ہیں اور درخواستیں لیتے ہیں۔ اور پھر نوٹ ڈال کر اسی محکمے کو بھیج دیتے ہیں جس سے متعلق کیس ہوتا ہے اور فائل پھر اسی افسر شاہی کے حوالے کر دیتی ہے اور درخواست دہندہ اپنا سا منہ لے کر رہ جاتا ہے۔

اصلاح کی چند تجاویز

۱۔ اگر حکومت سیاست کو اسلامی نہج پر ڈالنا چاہتی ہے تو بلدیاتی صوبائی یا وفاقی سطح پر ووٹر اور اُمیدوار کے لیے کوئی تعلیمی معیار مقرر کرنا ہوگا خصوصاً اُمیدوار اسلامی علوم سے بہرہ ور ہو اور کردار کتاب وسنت کے مطابق ہو۔

۲۔ حکومت اگر اسلامی معاشرہ قائم کرنے میں مخلص ہو تو نظام تعلیم کو سراسر بدلنا ہوگا۔ غلامی کے نشانات ختم کر کے اسلامی نظام تعلیم نچلی سطح سے لے کر اوپر کی سطح تک نافذ کرنا ہوگا۔ جو بچہ آج پہلی جماعت میں داخل ہو اس وقت سے اسلامی طرز پر اس کی تربیت شروع کی جائے کیونکہ جب وہ ایک ڈاکٹر۔ انجینئر یا قانون دان بن کر کالج سے فارغ ہو تو ایک سچا مسلمان بھی ہو۔ آج کل کالج اور یونیورسٹیوں میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہو دنیا رہی ہے اور آج کا طالب علم کل کی انتظامیہ کا پرزہ بننے والا ہے اس کی تربیت کس نہج پر ہو رہی ہے طرز تعلیم تو غیر اسلامی ہو تربیت پر بالکل دھیان تک نہ دیا جائے لیکن اُمید یہ رکھیں کہ اسلامی معاشرہ فقط وعظ و نصیحت سے بن جائے گا۔

پرائمری سکول سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک اُستادوں پر نگاہ رکھنی ہوگی اور جس اُستاد، پروفیسر، پرنسپل کا کردار اسلامی نہیں اس کو بنک بینی و گوش ادارہ تعلیم سے علیحدہ کرنا ہوگا۔ جس اُستاد کا عمل غیر اسلامی ہے وہ شاگرد کی تربیت اسلامی نہج پر کیسے کر سکے گا۔

۳۔ حکومت پاکستان اگر چاہتی ہے کہ ملک میں امن وامان رہے ہر پاکستانی کی عزت محفوظ رہے تو قانون نافذ کرنے والے اداروں خصوصاً پولیس کی تطہیر کرنی ہوگی۔ یہ نہیں کہ پولیس میں اچھے لوگ نہیں ہیں اچھے اور باکردار لوگ بھی ہیں لیکن عربی مقولے کے مطابق (النادر کالمعدوم) جو چیز بہت کم ہے جیسے ہے ہی نہیں۔

موجودہ پولیس جس کو بھرتی میں کوئی معیار علمی یا کردار کا نہیں رکھا گیا اور پھر فوجداری اختیارات دینا پھر کے دے دیئے گئے اور تنخواہیں اتنی کم ملازم تنہا ہو تو بھی

جنرل محمد ضیاء الحق صدر پاکستان کے نام کھلا خط

کیا یہی انصاف ہے؟

جناب صدر گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

بندہ پاکستان کا ایک باعزت شہری ہے خدا کے فضل وکرم سے بندہ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۱۹۵۳ء اور پھر ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت میں جیل کاٹی۔

۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نام نہاد عوامی دور میں جیل کاٹی۔ اپنی نئی گاڑی تباہ وبرباد کی۔ خدا کے فرمان کے مطابق برائی کو طاقت سے روکو، ایسا نہ کر سکو تو زبان سے یا دل سے برا جانو اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے بندہ نے سابق چیئرمین سی ڈی اے علی نواز گردیزی کے چار سالہ دور میں ان کی غیر قانونی، غیر اخلاقی بد انتظامی ناجائز الاٹمنٹ اور ظلم کے خلاف زبان اور قلم سے جہاد کیا جس کی وجہ سے ۱/۴/۸۱ کو چیئرمین سی ڈی اے نے میرے خلاف جھوٹی رپورٹ درج کروا کر ۳ ماہ کے لیے جیل بھجوا دیا۔

۲۱/۴/۸۱ کو ایک نام نہاد جھوٹا مقدمہ نمبر ۶۰ تھانہ آبپارہ وقوعہ کے ۷۴ دن بعد درج کروایا گیا۔ ایسی بد دیانتی اور انتقامی کارروائی کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

۲۹/۴/۸۱ کو ضمانت نامہ دکھانے کے باوجود گرفتار کر لیا گیا۔ ۴/۵/۸۱ کو میری بیٹی نے جیل کے گیٹ کے سامنے جناب کی کار روک کر درخواست پیش کی تو جناب نے رہائی کا حکم صادر فرمایا۔ گردیزی صاحب کے غیر اخلاقی، غیر قانونی ہتھکنڈوں اور ظلم کے باوجود بندہ نے اپنا مشن جاری رکھا۔

۲۸/۳/۸۳ کو آبپارہ مارکیٹ میں دکانداروں کی دعوت کے موقع پر گردیزی صاحب اور ان کے حواریوں نے بندہ کو جان سے مار دینے کی دھمکی دی۔ اس کی دھمکی کے پیش نظر مارشل لاء حکام کو ٹیلیگرام دیا اور ۳۰/۳/۸۳ کو اے سی صاحب کی عدالت میں جان و مال کی حفاظت کے لیے درخواست دی ۱۴/۴/۸۳ کو ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت مجھ پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا ۱۷/۴/۸۳ کو ڈاکٹر محمود پاشا نے پولی کلینک سے گردیزی کے کہنے پر ہسپتال سے نہایت ہی بد اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نکال دیا۔ ۱۸/۴/۸۳ تا ۲۰/۴/۸۳ پرائیویٹ ہسپتال میں زیر علاج رہا۔ سب سے افسوس ناک بات یہ ہے کہ راولپنڈی، اسلام آباد کے صحافیوں نے ایک شہری کو خون میں لت پت اپنی آنکھوں سے دیکھا، پرچہ بھی درج ہوا۔ پولیس نے بھی اطلاع دی مگر کسی اخبار نے بھی خبر شائع نہ کی بلکہ پیسے لے کر بھی آپ کے نام اپیل شائع نہ کی گئی۔ جو صحافت کے پیشے پر بدنما داغ ہے جبکہ یہی اخبارات بی بی سی سے نشر ہونے والی جھوٹی و شر انگیز خبریں اور فحش مواد پر پابندی ہونے کے باوجود صفحہ اول پر نمایاں چھاپتے ہیں جو اخبار بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے کے الفاظ اپنے اخبار کی پیشانی پر لکھتے ہیں ان کا قلم ایک شہری پر ہونے والے ظلم پر کیوں خاموش ہے۔ رشوت اور برائی کے خلاف لکھنے والے اخباری صحافی لاکھوں روپے کے پلاٹ الاٹ کروا کر ایک فرد واحد کے زر خرید غلام بن گئے۔

روزنامہ جنگ کے جناب اصغر بخاری کو جی سیون میں پلاٹ نمبر ۱۷ بیالیس ہزار کا ملا جو کہ ۳½ لاکھ کا فروخت کر دیا گیا۔ روزنامہ جسارت کے پنڈی کے نمائندے مسعود ساحر کو جی سیون میں اسی قسم کا پلاٹ ملا۔ یہ ایریا واپڈا کے غریب ملازمین کے لیے تھا جنہوں نے اسلام آباد کو دن رات محنت کر کے روشنیوں کا شہر بنایا۔ مگر افسوس کہ ان غریبوں کا حق چھین کر اپنے سیاسی استحکام کے لیے اخباری نمائندوں، ججوں اور افسروں کو پوری کالونی کوڑیوں کے بھاؤ الاٹ کر دی گئی۔ جس کا کوئی قانونی اور اخلاقی جواز نہ تھا۔

چالیس نام نہاد تنظیموں کے نام نہاد سربراہ ظفر بختیاری کو پلاٹ نمبر ۲۴۰ جی ۸/۱ گیارہ ہزار کا ملا جس کی مارکیٹ قیمت پونے دو لاکھ ہے:

اخبار فروش یونین کے ٹکا خاں کو پلاٹ نمبر ۱۵۰ جی ۸/۱ میں ۱۶ ہزار کا ملا جس کی مارکیٹ قیمت ۲ لاکھ ہے جبکہ ان دونوں نام نہاد لیڈروں نے کوئی رقم جمع نہیں کرائی۔

آئی ۱۱/۱ میں کمرشل پلاٹ ۶ ہزار روپے مربع گز نیلام ہوئے اور اسی جگہ ۲۰۰ روپے

مربع گز اپنے منظور نظر لوگوں کو الاٹ کر دیئے گئے۔ اسی جگہ ۵ کنال زمین کا پلاٹ کوڑیوں کے بھاؤ ۱۰۰ ایکڑ زمین ۶ لاکھ روپے میں جبکہ اس کی مارکیٹ قیمت دو کروڑ روپیہ ہے۔

سی ڈی اے کے ایک ڈائرکٹر کو ۱۲ لاکھ کا پلاٹ دیا گیا جس کی مارکیٹ قیمت ۵۰ لاکھ روپیہ ہے۔ ۱۲۱۰۰/ روپے گز نیلام شدہ پلاٹ پراپرٹی ڈیلر ہونے کے جرم میں کینسل کر کے نوائے وقت کے انوار فیروز کے بیٹے کو ۸۰۰/ روپے گز الاٹ کر دیا۔ اس کی مارکیٹ قیمت ۲۰ لاکھ روپیہ ہے۔ الاٹ شدہ قیمت ۳ لاکھ ۵۵ ہزار روپیہ ہے۔ اسی طرح پراپرٹی ڈیلروں کے عام کھلی بولی میں خریدے ہوئے پلاٹ کینسل کر کے دوسرے لوگوں کو الاٹ کر دیئے گئے۔

اس لاقانونیت اور اندھیر نگری کی مثال پاکستان کی تاریخ میں کہیں نہیں ملے گی۔ کیا پراپرٹی ڈیلر پاکستانی شہری نہیں؟

قانوناً کمرشل پلاٹ نیلام کیے جاتے ہیں اور رہائشی بذریعہ قرعہ اندازی۔

ایف ۶/ گرین ایریا میں رہائشی مکانوں کے ساتھ اور لڑکیوں کے کالج کے نزدیک روزنامہ جنگ کے سہیل اظہر کو پورا گرین ایریا الاٹ کر دیا جہاں پر ہوٹل کھول دیا گیا ایک طرف غریب چھابڑی فروشوں کا فروٹ سی ڈی اے والے اٹھا کر لے جاتے ہیں جبکہ دوسری طرف آب پارہ مارکیٹ میں فٹ پاتھوں پر برآمدوں میں با اثر لوگوں نے پکے کھوکھے بنائے ہوئے ہیں۔ بیس سال بعد آباد ہونے والے سیکٹر ایف ۱۱ میں قیمت ۲۵۰/ روپے مربع گز قیمت نقد اثر السفر پر پابندی، آباد سیکٹروں میں ۷۰/ روپے مربع گز ادائیگی بعد از فروخت یہ چند واقعات سمندر میں سے ایک قطرہ نکالنے کے برابر ہیں ورنہ سی ڈی اے کے سابق چیئرمین جناب علی نواز گردیزی کے چار سالہ دور کی غیر قانونی، غیر اخلاقی بد انتظامیوں، بے قاعدگیوں اور انتقامی کارروائیوں کو منظر عام پر لانے کے لیے بے شمار صفحات درکار ہیں۔ تحریری ثبوت موجود ہیں بہت سے پردہ نشینوں کے نام جلد منظر عام پر لائے جائیں گے۔

جناب صدر گرامی!

آپ نے گوجرانوالہ پورے ڈویژن کے لیے ۵۰ لاکھ روپے گرانٹ دینے کا اعلان کیا تو لاکھوں افراد کا مجمع خوشی سے ناچنے لگا۔ جبکہ آئندہ پاکستان کی حاکمیت کے خواب دیکھنے والے کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے سابق چیئرمین جناب علی نواز گردیزی نے اپنے سیاسی استحکام کی خاطر ایک ایک آدمی کو لاکھوں اور کروڑوں روپے کی قومی دولت لٹا دی اگر ان تمام پلاٹوں کو الاٹ کیا جاتا تو اس رقم سے دس نئے سیکٹر آباد ہو سکتے تھے۔

قوم چاہتی ہے کہ ان کے دور کے ناجائز الاٹ شدہ پلاٹ کینسل کر کے یا ان لوگوں سے مارکیٹ ریٹ کے مطابق قیمت وصول کر کے قومی خزانے میں جمع کی جائے۔ ان لوگوں کو منظر عام پر لایا جائے اور بتایا جائے کہ ان لوگوں نے پاکستان کے لیے کیا قربانیاں دی ہیں؟ کشمیر کی جنگ آزادی ۱۹۶۵ء یا ۱۹۷۱ء کی جنگ میں حصہ لیا ہے؟

جناب صدر گرامی!

برائی کے خلاف جہاد کرنے والے ختم ہو گئے تو پھر ہمارا وہی حشر نہ ہو جس طرح رات بھر عبادت کرنے والے شخص پر خداوند کریم نے پورے شہر کو الٹ دیا تھا۔

خدا کا فرمان ہے کہ تم سے پہلے جن لوگوں نے ظلم کیا ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اس کے بعد تم کو ملک کا خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔

(القرآن)

عصر کی قسم

۱۔ کہ انسان نقصان میں ہے۔

۲۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق بات کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

۳۔ اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو ان کا عہد ان ہی کی طرف پھینک دو اور برابر کا جواب دو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(القرآن)

جناب صدر گرامی!

بھٹو نے روٹی کپڑا اور مکان کا کھوکھلا نعرہ لگا کر پاکستان کو دو ٹکڑے کیا۔ اور باقی ماندہ کو تباہی کے کنارے تک پہنچایا۔

جبکہ جناب گردیزی نے روٹی اور کپڑا اور مکان کا نعرہ پلاٹوں کی شکل میں لگا کر تو شادی ٹولہ پیدا کیا اور بھائی کو بھائی سے، دکاندار کو دکاندار سے لڑایا اور اسلام آباد کو تباہ کیا۔

جناب والا!

گردیزی کے چار سالہ دور کے واقعات کی اعلیٰ سطح پر انکوائری کرائی جائے اور تمام ناجائز الاٹمنٹ منسوخ کر کے پلاٹ کھلے عام نیلام یا قرعہ اندازی کی جائے۔

محمد ایوب ۶۸۱ آبپارہ
اسلام آباد
فون ۲۱۹۵۵

احباب متوجہ ہوں

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی مبلغ

مولانا محمد منظور الحق صاحب ضرار رحمانی

ضلع ملتان۔ ضلع ساہیوال۔ ضلع بہاولپور کے دورہ پر ہیں۔ جماعتی ساتھی جمعیت کے لیے بھرپور تعاون فرمائیں۔

شہر شہر سے

جمہوری عمل بحال کیا جائے اور لواری اور کوہ مراد کا مصنوعی حج بند کرایا جائے

مولانا عبدالحق کو صوبہ سندھ کا امیر اور صوفی عبدالحنان کو ناظم عمومی منتخب کر لیا گیا

کراچی میں نظام العلماء پاکستان کی صوبائی مجلس عمومی کا اجلاس اور صوبائی عہدیداروں کا انتخاب

کراچی۔ نظام العلماء پاکستان صوبہ سندھ کی مجلس عمومی کا اجلاس گزشتہ روز صوبائی نظام شریعت کنونشن کے موقع پر مدرسہ انوار القرآن کراچی میں مرکزی نائب امیر اول مولانا محمد شریف وٹو کی زیر صدارت ہوا جس میں مرکزی رہنماؤں مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد زکریا اور صوبہ پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات مولانا بشیر احمد شاد کے علاوہ صوبہ سندھ کے مختلف حصوں سے مجلس عمومی کے ارکان نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس میں صوبائی عہدہ داروں کا حسب ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

امیر
مولانا عبدالحق حیدر آباد

نائب امیر اول
مولانا دوست محمد مدنی نواب شاہ

نائب امیر دوم
مولانا حکیم دین محمد میر پور خاص

نائب امیر سوم
حاجی علی محمد میمن ٹنڈو الٰہ یار

ناظم عمومی
صوفی عبدالحنان کراچی

ناظم اول
محمد عثمان الوری کراچی

ناظم دوم
مولانا تاج الدین بسمل پڈعیدن

ناظم سوم
مولانا عبدالقیوم طاہر کراچی

خازن
حاجی شبیر احمد حیدر آباد

باقی عہدہ داروں کے لیے امیر اور ناظم عمومی کو اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ باہمی مشورہ سے ان کی نامزدگی کر دیں۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں بلا تاخیر جمہوری عمل بحال کیا جائے اور آزادانہ انتخابات کے ذریعہ ۷۳ء کے آئین کے تحت نمائندہ حکومت کی تشکیل کا اہتمام کیا جائے۔

ایک قرارداد میں ضلع دیر میں لواری کے مقام پر اور بلوچستان میں کوہ مراد کے مقام پر سالانہ مصنوعی حج کی کارروائیوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ یہ خود ساختہ حج بند کرائے جائیں۔ مصنوعی کعبے ڈھا دیئے جائیں اور ذکری فرقہ کو قادیانیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

ایک قرارداد میں قادیانی گروہ کی بدطینتی ہوچی جارحیت اور مولانا اسلم قریشی کے اغواء کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانی جارحیت کا نوٹس لیا جائے مولانا محمد اسلم قریشی کو بازیاب کیا جائے۔ اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے آئینی فیصلے کے قانونی تقاضے پورے کیے جائیں۔

ایک قرارداد میں سواد اعظم اہل سنت کراچی کی جدوجہد اور مطالبات کی حمایت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ سواد اعظم کے باقی ماندہ مطالبات

کو جلد از جلد پورا کرنے کے لیے موثر اقدامات کئے جائیں۔

ایک قرارداد میں مساجد کے بارے میں مولانا مفتی ولی حسن کے فتوے کی حمایت کرتے ہوئے جرأت و عزیمت کی روایات کو زندہ کرنے پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔

قرارداد میں اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا گیا کہ مولانا مفتی ولی حسن کے بروقت فتوے اور جرأت مندانہ موقف کی وجہ سے ہزاروں مساجد مسمار ہونے سے بچ گئیں جبکہ ملک کے مختلف حصوں میں انتظامیہ کی طرف سے متعدد مساجد کو مسمار کرنے کے نوٹس جاری ہو چکے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضؓ کا دن بین الاقوامی سطح پر منایا جائیگا

لاہور۔ جمعیت تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس آج یہاں جامع مسجد اشرفیہ سنت نگر لاہور میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت جمعیت کے سرپرست مولانا سعید الرحمٰن علوی صاحب نے کی۔

اجلاس میں مختلف امور پر اظہار خیال کیا گیا اور ملک کی مذہبی و سیاسی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔

اجلاس نے فیصلہ کیا کہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۴ھ مراد نبی خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت عالمگیر سطح پر منانے کا اہتمام کیا جائے اس فیصلے کے مطابق تمام اسلامی ممالک کے سربراہان مملکت کو ایک یادداشت ارسال کی جا رہی ہے جس میں ان سے اپیل کی جائے گی کہ وہ مسلمانوں کے عظیم محسن اور خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمات کو سراہنے کے لیے ان کی علمی جنگی خدمات اور مجاہدانہ کارناموں کو اجاگر کرنے کے لیے اسلامی ممالک میں خصوصی سیمینار، اجتماعات، اور مجالس کا انعقاد کریں۔

جمعیت تحفظ حقوق اہل سنت کی مجلس شوریٰ نے صدر پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ پاکستان میں حضرت امیر المومنین فاروق اعظمؓ کا یوم شہادت یکم محرم الحرام ۱۴۰۴ھ کو سرکاری سطح پر منانے کا اہتمام فرمائیں تاکہ مسلمانان عالم اس عظیم المرتبت صحابیؓ کی اسلامی خدمات سے صحیح معنوں میں آگاہ ہو سکیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اس عظیم جرنیل کے حالات زندگی سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا جائے آج مسلمانان عالم افتراق و تفریق کا شکار ہیں ہر طرف مسلمان پس رہے ہیں۔ اریٹریا، فلپائن۔ کمپوچیا، بھارت فلسطین، کشمیر اور افغانستان میں مسلمان تشدد کا شکار ہیں۔

ایسے میں ہمیں حضرت عمر فاروقؓ کی قیادت سیادت تجربہ، اور معاملہ فہمی سامنے رکھتے ہوئے مسلم دنیا کو ڈوبنے سے بچانا ہے۔ اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے حالات زندگی افضل تقویٰ، اصول جہانبانی و جہانگیری، اصول عسکری اور اقوام کی خوشحالی کے لیے اٹھائے گئے اقدامات سے مسلمانوں کو کماحقہ آگاہ کیا جائے اس مقصد کے لیے تمام آئمہ مساجد دینی انجمنوں، اخبارات و جرائد کو خصوصی تفصیلی سرکلر جاری کیے جا رہے ہیں۔ اراکان مجلس شوریٰ جمعیت نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ سرکاری سطح پر ریڈیو ٹی وی پر خصوصی پروگرام نشر کرے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے پہلوؤں کو اجاگر کرے۔

مکتوب حرمین شریفین

حرمین شریفین کے قرب میں لینے والے پاکستانیوں کی قائم کردہ مجلس عمل بازیابی اسلم قریشی کا یہ عظیم اجتماع مولانا محمد اسلم قریشی کی المناک گمشدگی پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اسے غداران ملک و ملت اور غارت گران دین و ایمان قادیانیوں کو اس کا واحد ذمہ دار مجرم قرار دیتا ہے کیونکہ مولانا موصوف اپنے سابقہ غازیانہ، جرأت مندانہ اور ایمان افروز اقدام کی وجہ سے مملکت اسلامیہ پاکستان کو دولخت کرنے والے قادیانیوں کے سرکردہ ایم۔ ایم احمد کے کرسی صدارت پر بیٹھنے میں رکاوٹ بنے تھے۔ مولانا صاحب کے بروقت مجاہدانہ اقدام نے پوری ملت اسلامیہ کی ترجمانی کی اور اس مرتد اعظم سے مسند صدارت پاکستان کو بچا کر قومی فرض کفایہ ادا کر دیا۔

لیکن قادیانی دجال کی روحانی اولاد اپنی انتقامی کارروائی کے لیے اس وقت سے بے چین تھی جو بالآخر اس مجاہد ملت کے اغوا کی صورت میں منتج ہوئی۔

ہم مذکورہ بالا صورت حال کے پیش نظر حکومت پاکستان کی خاموشی کو بدترین قادیانیت نوازی کا مظہر قرار دیتے ہیں اور آئے دن اس ضمن میں انتظامیہ کی مضحکہ خیز طفل تسلیوں کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ کیونکہ انتظامیہ ایک طرف اسلم قریشی کی بازیابی کے لیے رہنمائی کرنے والوں کے لیے ۲۵ ہزار روپے کے خوشنما ایوارڈ کا اعلان کرتی ہے تو دوسری طرف اس افسوسناک واقعہ کے مجرموں کی نشاندہی کرنے والوں پر اس علاقہ میں داخلہ پر پابندی عائد کرتی ہے جس کی واضح مثال ختم نبوت کے عالمی مبلغ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی ہیں۔ جن پر نہ صرف اسلم موصوف کے آبائی ضلع سیالکوٹ بلکہ وہاں کے پورے ڈویژن میں داخلہ پر مکمل پابندی عائد ہے۔ حالانکہ مولانا چنیوٹی نہ صرف وہاں بلکہ ہمارے ہاں بیرون ملک میں بھی مسئلہ قادیانیت پر اتھارٹی

ہیں۔
ہم حکومت پاکستان سے اپنے پاکستانی بھائیوں کی وساطت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس حادثہ کے اصل مجرم قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر کو فی الفور گرفتار کر کے عبرتناک سزا دی جائے۔

سواد اعظم اہل سنت پاکستان کا کل پاکستان کنونشن

سواد اعظم اہل سنت پاکستان کی دعوت پر پاکستان کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر کے علماء کرام کا کنونشن مدرسہ مفتاح العلوم حیدر آباد میں قائد اہل سنت صدر سواد اعظم اہل سنت پاکستان مولانا سلیم اللہ خاں کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں سینکڑوں علماء کرام نے شرکت کی۔ اجلاس کی چار عام نشستیں اور ایک خصوصی نشست ہوئی اجلاس میں دور رس نتائج کے لیے درج ذیل فیصلے کیے گئے۔

چاروں صوبوں میں صوبائی سطح پر سواد اعظم اہل سنت پاکستان کے کنونشن منعقد کیے جائیں۔ جس سے پاکستان بھر کے علماء کرام خطاب کریں۔ اس سلسلے میں ۱۸ شعبان کوئٹہ میں ۱۸ شعبان کو سکھر سندھ میں اور ۱۵ شوال کو راولپنڈی میں کنونشن ہوں گے۔ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے ملاقات کے لیے ایک وفد تشکیل دیا گیا جو کہ فوری طور پر صدر پاکستان سے ملاقات کر کے زکوٰۃ وعشر کے قانون میں ترمیم کی درخواست کرے کہ جو لوگ زکوٰۃ وعشر کے قانون سے مستثنیٰ ہیں یا تو ان کا استثناء ختم کیا جائے یا ان پر زکوٰۃ وعشر کے علاوہ کوئی ٹیکس یا خراج لگایا جائے اور جو لوگ زکوٰۃ وعشر سے مستثنیٰ ہیں اہل سنت کی زکوٰۃ وعشر کی رقم ان لوگوں پر صرف نہ کی جائے۔ اہل سنت طلبہ کے نصاب میں چاروں خلفاء راشدین امہات المومنین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صاحبزادیوں اور دامادوں کا تذکرہ کیا جائے۔ باطل فرقہ کی کتب کے جوابات کے لیے مولانا عبدالستار تونسوی کی سرپرستی میں سنی اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا گیا جو ایسی کتابوں کی نشاندہی کرے گی جس سے اہل سنت حضرات کے جذبات مجروح ہوتے ہوں۔ اجلاس میں تمام علماء کرام نے سواد اعظم اہل سنت پاکستان کے مرکزی قائدین پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا اجلاس میں حضرت مولانا سلیم اللہ خان۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی۔ مولانا مفتی احمد الرحمٰن۔ مولانا محمد اسفندیار۔ مولانا محمد زکریا۔ مولانا محمد اسعد تھانوی۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ مولانا قاری نور الحق قریشی۔ مولانا قاری عبد اللطیف مولانا قاضی احسان الحق۔ قاضی حمید اللہ۔ مولانا عبد الحق۔ مولانا ڈر محمد۔ مولانا جلیل احمد۔ مولانا فیض محمد۔ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی۔ مولانا حق نواز۔ مولانا افسر علی شاہ اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔

اجلاس کے آخر میں مولانا محمد جمیل خاں نے درج ذیل قراردادیں منظور کرائیں۔

- سواد اعظم اہل سنت پاکستان کے علماء کرام کا یہ نمائندہ اجتماع مرکزی قائدین حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن سرپرست حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صدر مولانا محمد زکریا نائب صدر مولانا محمد اسفندیار ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسعد تھانوی ناظم پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور انہیں یقین دلاتا ہے کہ سواد اعظم اہل سنت کے دس متفقہ مطالبات کی منظوری کے لیے وہ جو بھی اقدام کریں گے پاکستان کا ہر سنی اس پر لبیک کہتے ہوئے۔ اپنے تن۔ من۔ دھن کی قربانی دے گا۔ یہ اجلاس مرکزی قائدین کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے انہیں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہے۔
- سواد اعظم اہل سنت پاکستان کا یہ نمائندہ اجتماع صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں بلا تاخیر فقہ حنفیہ کے مطابق اسلامی نظام نافذ کریں۔ کیونکہ سواد اعظم اہل سنت کا اصل مقصد اس ملک میں اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹوں کو دور کرنا ہے سواد اعظم اہل سنت پاکستان اس سلسلے میں تاخیری حربوں کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

• سوادِ اعظم اہلِ سنت پاکستان کا یہ نمائندہ اجتماع ایس۔ ڈی۔ ایم حیدرآباد کی معطلی کا مطالبہ کرتا ہے کیونکہ ایس ڈی ایم حیدرآباد نے ایک لڑکی جو برضا و رغبت مسلمان ہوئی اور اس کا باقاعدہ شرعی نکاح محمد اسلم نامی شخص سے ہوا۔ کو دوبارہ ہندوؤں کے حوالے کر دیا۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اس ایس۔ ڈی ایم کو سخت سزا دی جائے اور لڑکی فوراً مسلمان شوہر کے حوالہ کی جائے تاکہ آئندہ مسلمان ہونے والوں کی حوصلہ شکنی نہ ہو۔

• سوادِ اعظم اہلِ سنت پاکستان کے علماء کرام کا یہ نمائندہ اجتماع مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی مفتی اعظم پاکستان اور شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء جامع علوم الاسلامیہ کراچی مولانا محمد ادریس صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان و استاد حدیث جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن پر شرعی عدالت کی طرف سے توہین عدالت کے مقدمہ کے سلسلے میں نوائے وقت کے چاروں ایڈیشن اور مسلم راولپنڈی کی طرف سے غلط رپورٹنگ کی مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ یہ اخبارات غلط رپورٹنگ کے سلسلے میں پاکستان کے علماء کرام سے معافی مانگیں اور وضاحتی نوٹ لکھیں۔ واضح رہے کہ نوائے وقت نے رپورٹنگ میں لکھا کہ مفتی اعظم پاکستان ولی حسن اور وفاق المدارس نے اپنے الفاظ کو واپس لے لیا جس سے توہین عدالت ہو رہی تھی جس کی بناء میں عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا حالانکہ اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب مفتی اعظم پاکستان و صدر الوفاق پاکستان نے عدالت میں ایک وضاحتی بیان داخل کیا تھا جو کہ روزنامہ کے تینوں ایڈیشنوں میں شائع ہوا۔ یہ اجلاس روزنامہ جنگ کے رویے کی تعریف کرتے ہوئے روزنامہ نوائے وقت اور مسلم اخبار میں راولپنڈی سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوراً علماء کرام سے معافی مانگے اور وضاحتی نوٹ لکھے۔ اس میں واضح طور پر مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں اپنے موقف پر قائم ہوں اور میں نے حق بات کی ہے۔

• سوادِ اعظم اہلِ سنت پاکستان کے علماء کرام کا یہ نمائندہ اجتماع مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم رہنما اور سیالکوٹ کے مجاہد مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کی طویل گمشدگی کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور حکومت کی طرف سے اس معاملہ میں کوتاہی اور صحیح انداز میں تحقیقات نہ کرنے کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی کو فوراً بازیاب کیا جائے اور اس سلسلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مطالبات کو فوراً تسلیم کیا جائے۔

• سوادِ اعظم اہلِ سنت پاکستان کا نمائندہ اجتماع حکومت پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہے کہ سوادِ اعظم اہلِ سنت اس مسئلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر مطالبہ کی پرزور حمایت کرتی ہے۔ اور اس کے ہر فیصلہ پر لبیک کہے گی۔ سوادِ اعظم اہلِ سنت کا یہ نمائندہ اجتماع مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائد محترم حضرت مولانا خان محمد صاحب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمت میں اپنا مکمل تعاون پیش کرتا ہے۔

• سوادِ اعظم اہلِ سنت پاکستان کے علماء کرام کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان افراد پر جنہوں نے ۴ فروری کو ۴۸ گھنٹے تک ایک شاہراہ کو بلاک کیا اور یہاں اسلام اور حکومت کے خلاف نعرے لگائے "پاکستان کو خمینی کے حوالے کر دو" "ضیاء جائے خمینی آئے" کے نعرے لگائے اور ان کا ریکارڈ حکومت کے پاس موجود ہے ان افراد پر مقدمہ چلایا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

• سوادِ اعظم اہلِ سنت پاکستان کے علماء کرام کا یہ نمائندہ اجتماع موجودہ تحریک کے دوران عوام اہلِ سنت کی طرف سے گرفتار شدگان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے عظمتِ صحابہؓ و ناموس امہات المومنین کے تحفظ کے لیے اپنی آزادی کا نذرانہ پیش کیا۔ یہ اجلاس حکومت سندھ سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس تحریک کے دوران عوام اہلِ سنت کی طرف سے گرفتار ہونے والے حضرات کو فی الفور رہا کیا جائے۔ اور جن لوگوں کو سزا سنا دی گئی ہے۔ ان کی سزا فوراً منسوخ کی جائے۔

• سوادِ اعظم اہلِ سنت پاکستان کے علماء کا یہ نمائندہ اجتماع موجودہ تحریک کے دوران جام شہادت نوش کرنے والوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ "اے اللہ عظمت صحابہؓ و ناموس امہات المومنین رضی اللہ عنہم اجمعین کے تحفظ کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں کی قربانی کو قبول فرما اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما۔"

آمین

یہ اجلاس اس تحریک کے دوران زخمی ہونے والوں کی مالی اور دیگر

سب سے زیادہ نقصان اسی مکتب فکر کی حامل بعض جماعتوں کو پہنچایا ہے تاکہ یہ آپس میں اُلجھ کر رہ جائیں اور ان کے انتشار سے پیدا شدہ صورت حال کو نفسیاتی طور پر اسلامی نظام کے عملی نفاذ کی جدوجہد کے خلاف استعمال کیا جاسکے۔

ایک المیہ یہ بھی ہے کہ کسی جماعت سے ایک شخص کو کسی مبینہ الزام میں جماعت سے نکالا اور اس نے اپنی نئی تنظیم کا اعلان کر دیا۔

بڑی مدت کے بعد دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل معروف دینی درس گاہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے پرنسپل اور ماہنامہ الرشید کے مدیر مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی نے گزشتہ کئی ماہ کی جدوجہد کے بعد یہ نوید سنائی کہ انھوں نے دیوبند مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے جید علماء دانشوروں اور دینی و سیاسی جماعتوں کے نمائندوں کا ایک ملک گیر دو روزہ اتحادی اجلاس "رشیدیہ کنونشن" کے نام سے ۲۰، ۲۱ رمئی کو ساہیوال میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں عدم مخالفت کے اصول کے مطابق کوئی مشترکہ لائحہ العمل مرتب کیا جائے گا۔ دینی جماعتوں کے رہنماؤں کو "دعوت اتحاد" دی گئی ہے۔ تاکہ وہ مسلک کی مضبوط ترین قدر مشترک پر اکٹھے ہو کر کوئی مشترکہ پروگرام مرتب کریں اور لادین قوتوں کے مقابلہ میں ایک اکائی بن جائیں۔ اس سلسلے میں پاکستان بھر کی پندرہ سے زائد دیوبندی مکتب فکر کی تنظیموں کو دعوت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی مساعی کو کامیاب و کامران فرمائیں۔

المرسل

خالد لطیف

ساہیوال

مولانا اسلم قریشی کے قاتلوں کو تختۂ دار پر لٹکایا جائے

—— مولانا تاج محمود

مرزائیت یہودیت کا چربہ ہے

—— مولانا محمد شریف جالندھری

ختم نبوت کانفرنس بہاولپور میں قائدین تحریک ختم نبوت کا ولولہ انگیز خطاب

رپورٹ —— ابو معاویہ ناظم دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور

مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے زیر اہتمام جامع مسجد الصادق میں عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے کی۔

کانفرنس سے مولانا تاج محمود چیف ایڈیٹر لولاک۔ مفکر ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھری۔ مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر۔ مولانا نور الحق نور پشاور، خطیب ربوہ مولانا اللہ وسایا مولانا غلام مصطفٰی۔ مولانا محمد یوسف مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

مقامی انتظامیہ نے لاؤڈ سپیکر کی اجازت نہ دی۔ لیکن اجتماع کا ولولہ اور جوش دیدنی تھا۔

کانفرنس کا آغاز قاری نصر اللہ مدرس دارالعلوم فاروق اعظمؓ کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت کے بعد مداح رسولؐ جناب صوفی محمد حفیظ جالندھری نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

نعت کے بعد خطیب ربوہ مولانا اللہ وسایا نے تحریک ختم نبوت کے اولین قائد رفیق غار و مزار سیدنا ابوبکرؓ کے سنہری کارناموں پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں جنہوں نے جھوٹے مدعیان نبوت و رسالت بالخصوص مسیلمہ کذاب کو جہنم رسید کیا۔

مولانا نے فرمایا کہ اگر حکومت اس ملک میں اسلامی قانون نافذ کرنا چاہتی ہے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسوۂ حسنہ کو اپنا کر جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کی معنوی اولاد کو تہہ تیغ کرنا ہوگا۔ اور ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرنا ہوگی۔ آخر میں خطیب ربوہ نے مرزائیوں کی ملک دشمن جارحانہ سرگرمیوں کا پردہ چاک کیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے ناظم اعلیٰ مولانا نور الحق نور نے فرمایا کہ مولانا اسلم قریشی کے اغواء کے بعد مرزائیوں کے جارحانہ عزائم سامنے آچکے ہیں۔

مولانا نے فرمایا کہ مجھے اس بات سے اتفاق نہیں کہ مولانا محمد اسلم قریشی کو بازیاب کیا جائے کیونکہ وہ تو شہید ہو چکے ہیں۔ بلکہ مولانا قریشی کے قتل

کا انتقام لیا جائے۔ مجمع نے ہاتھ ہلا ہلا کر کہا کہ مولانا محمد اسلم قریشی کے قتل کا انتقام لیا جائے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔

مولانا جالندھری نے دلائل کی روشنی میں فرمایا کہ قادیانیت عالم اسلام کے مخالف کیمپ کا فرد ہے۔ جب بھی عالم اسلام پر کوئی مصیبت و پریشانی وارد ہوتی ہے۔ ربوہ میں گھی کے چراغ جلائے جاتے ہیں اور اظہار مسرت کے لیے نام نہاد "قصر خلافت" پر چراغاں کیا جاتا ہے۔

آپ نے حکومت کو خبردار کیا۔ کہ قادیانی اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔ اسرائیل کی فوج میں بھرتی ہیں۔ تل ابیب میں ان کا مشن موجود ہے۔ اور اسرائیل عالم اسلام کا بدترین دشمن ہے۔

عراق کا ایٹمی ری ایکٹر تباہ کر چکا ہے اور وہ پاکستان کو بھی دھمکی دے چکا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر پاکستان ایٹمی پروگرام رکھتا ہے تو ایٹمی مراکز سے قادیانیوں کو نکالا جائے۔ کیونکہ قادیانی اسرائیل کے نمک خوار ہیں۔ کہیں ہمارے ایٹمی پروگرام کا حشر عراق جیسا نہ کرا دیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے شعبہ تبلیغ کے انچارج اور مناظر اسلام علامہ عبدالرحیم اشعر نے حوالجات سے ثابت کیا کہ قادیانی اکھنڈ بھارت کا الہامی عقیدہ رکھتے ہیں۔

انہوں نے آج تک نظریہ پاکستان کو تہہ دل سے قبول نہیں کیا۔ آئے دن ملک میں تخریب کاری کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے پنجاب پولیس کے رویہ پر اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ پنجاب کی وہ پولیس جو ہواؤں کا رخ سونگھ کر مجرموں کا پتہ لگا لیتی ہے اور شبنم ڈکیتی کیس کے ڈاکوؤں کو چوبیس گھنٹے میں تلاش کر لیتی ہے لیکن مولانا محمد اسلم قریشی کے اغواء کا معمہ حل نہیں کر سکتی۔

جبکہ یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی کو اغواء اور قتل کرنے والے قادیانی ہیں۔

علامہ اشعر کے بعد مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا محمد یوسف بہاولپوری نے چند قرار دادیں پیش کیں جو علیحدہ ذکر کی جائیں گی۔

سب سے آخری مقرر اور کانفرنس کے مہمان خصوصی اور مجلس احرار اور بعد ازاں مولانا تاج محمود، ایڈیٹر لولاک نے اپنے خطبہ مسنونہ کے ملک میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور ملک کی بگڑتی ہوئی صورتحال کا تفصیل سے جائزہ لیا۔

مولانا نے فرمایا کہ قادیانی روز اول سے مسلسل تخریب کاری میں مصروف ہیں۔ لیکن ہر آنے والی حکومت مرزائیوں کو لگام دینے کی بجائے انہیں کھلی چھٹی دے دیتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے مذموم مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہتے ہیں۔

فرمایا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ ملک میں تقریباً دس لاکھ رضا کار بھرتی کیے جائیں

۲۰ مئی کو پورے ملک میں یوم احتجاج منایا جائے گا۔

نیز مجلس نے فیصلہ کیا ہے کہ ملکی سطح پر تمام مذہبی جماعتوں کا اجلاس بلایا جائے جس میں احتجاجی طور پر مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے لیے کوشش کی جائے۔ ختم نبوت کانفرنس امیر مرکزیہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

کانفرنس میں درج ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا اسلم قریشی کو اغواء ہوئے تقریباً ڈھائی ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن ان کی بازیابی کے لیے حکومت لیت و لعل سے

منجانب ابنائے دار العلوم و اخوان دیوبندی

رشیدیہ کنونشن ساہیوال

۲۰، ۲۱ مئی ۱۹۸۳ء جمعہ، ہفتہ، جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں علماء دار العلوم و اخوان دیوبند فرزندان توحید کا عمومی اجلاس ہو رہا ہے۔

جس میں دار العلوم دیوبند کے سوا صد سالہ اجلاس پاکستان اور دینی مدارس و کالجز کے طلبہ کے مسائل اور دار العلوم کے طبقات اور دینی حلقوں کے اتحاد و وحدت کے لیے مذاکرات ہوں گے۔ جملہ دیوبندی اصحاب و احباب و رفقاء سے شرکت کی اپیل ہے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے

فاضل رشیدی "مدیر الرشید" خادم ابنائے دار العلوم دیوبند ساہیوال

کام نے رہی ہے جبکہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مولانا موصوف کے قاتل قادیانی ہیں۔ لہذا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ موصوف کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے تختہ دار پر لٹکایا جائے۔

نیز یہ اجتماع یہ بھی مطالبہ کرتا ہے۔ کہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ڈی آئی جی میجر مشتاق احمد اور ایس پی سیالکوٹ طلعت محمود کو وہاں سے فی الفور معطل کیا جائے۔

بقیہ: اجتہاد مطلق

عادۃً اکثر و بیشتر تھی جبکہ ہم روزانہ غسل کرتے ہیں محفوظ مکانوں میں رہتے ہیں لہذا آلودگی موجود نہیں پاتے پاس سبب جب علت منتفی ہوئی تو حکم وضوء "وجوب" بھی منتفی ہوا۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی نے رقمطراز ہیں۔

"اس نوع کے اجتہادی مفاسد پیش آنے کی وجہ ہی ہے کہ تکوینی طور پر وہ استخراج علل کی قوت (اجتہاد مطلق کی صلاحیت) بوجہ اقتضائے ضرورت ختم ہو چکی ہے"، گویا مطلق اجتہاد کا دروازہ تکوینی امور کی بنا پر بند کر دیا گیا ہے جس کو سیاسی اسباب سے تعبیر کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اجتہاد کی اس خاص نوع (اجتہاد مطلق) کو چھوڑ کر محض جنس اجتہاد اب بھی باقی ہے جس کی تفصیل کا یہ مقالہ متحمل نہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کیلئے ملک بھر سے رضا کار بھرتی کیے جائیں گے

حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کا پریس کانفرنس سے خطاب

ملتان۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کی گمشدگی کی تحقیقات کرائمز برانچ کے سپرد کر دی گئی ہے اس سلسلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا خان محمد صاحب نے کہا ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی کا قادیانیوں کے سوا کسی کے ساتھ کوئی تنازعہ نہیں تھا لیکن مدعی نے جن قادیانیوں کے نام لیے ان سے معمولی باز پرس کی گئی۔ انہوں نے الزام لگایا کہ ڈی آئی جی گوجرانوالہ اور ایس پی سیالکوٹ تحقیقات میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں انہیں فی الفور تبدیل کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت غیر سیاسی تبلیغی جماعت ہے انہوں نے حکام بالا سے کہا ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی کو فی الفور برآمد کیا جائے۔ اور اگر انہیں قتل کر دیا گیا ہے تو قاتلوں کو بے نقاب کیا جائے۔ کیونکہ مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں کے ہاتھوں اپنے قابل ترین مخلص مبلغ کا اغوا اور عدم بازیابی کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کرے گی۔

انہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد نے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اور آئی جی پنجاب سے بھی ملاقات کی لیکن تا حال مولانا محمد اسلم قریشی کی برآمدگی کے لیے کوئی انتظامات نہیں کیے گئے

پریس کانفرنس میں مولانا تاج محمود نے بتایا کہ گزشتہ روز مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ملتان میں ہوا جس کی صدارت مرکزی امیر مولانا خان محمد صاحب نے کی اجلاس میں ملک بھر سے مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ اگر مولانا اسلم قریشی کو برآمد نہ کیا گیا تو ۲۰ مئی کو پورے ملک میں یوم احتجاج منایا جائے۔ اس دوران ملک بھر میں پوسٹر لگائے جائیں گے۔ اور جلسوں میں احتجاجی قرار دادیں منظور کی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ مجلس شوریٰ کے فیصلے کے مطابق ۲۰ مئی کے بعد کسی بھی دن سیالکوٹ میں یوم دعا منایا جائے گا جس میں کراچی سے لے کر پشاور تک کے عوام کی بہت بڑی تعداد شرکت کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ اجتماع کھلے آسمان تلے خداوند کریم کے حضور دعا کی جائے گی کہ باری تعالیٰ مولانا محمد اسلم کو ظالموں کے پنجہ سے نجات دلا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی طرح مختلف مکاتب فکر کے نمائندوں پر مشتمل مجلس عمل کا قیام عمل میں لایا جائے جو قادیانیوں کی جارحیت کے خاتمہ کے لیے جدوجہد کرے۔ اور قادیانیوں کے سلسلہ میں دوسرے مسائل کے حل کے لیے کوششیں کرے گی۔ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کو مزید مضبوط اور فعال بنانے کے لیے ملک بھر میں مجلس کے رضا کار بھرتی کیے جائیں گے۔ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب تک قادیانیوں کا کتاب و سنت کے مطابق مقام متعین نہیں کیا جاتا اس وقت تک کسی اسلامی نظام کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

اجلاس میں اس امر پر اظہار افسوس کیا گیا کہ ۱۹۷۴ء سے قادیانیوں کو غیر مسلم آئینی قرار دیا گیا ہے لیکن وہ کھلے بندوں